جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلّہ

لِّيُخۡرِجَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ
القران الحکیم ۶۵:۱۲

النور

امان ۱۳۸۴ھش
مارچ ۲۰۰۵ء

المسیح الموعود نمبر
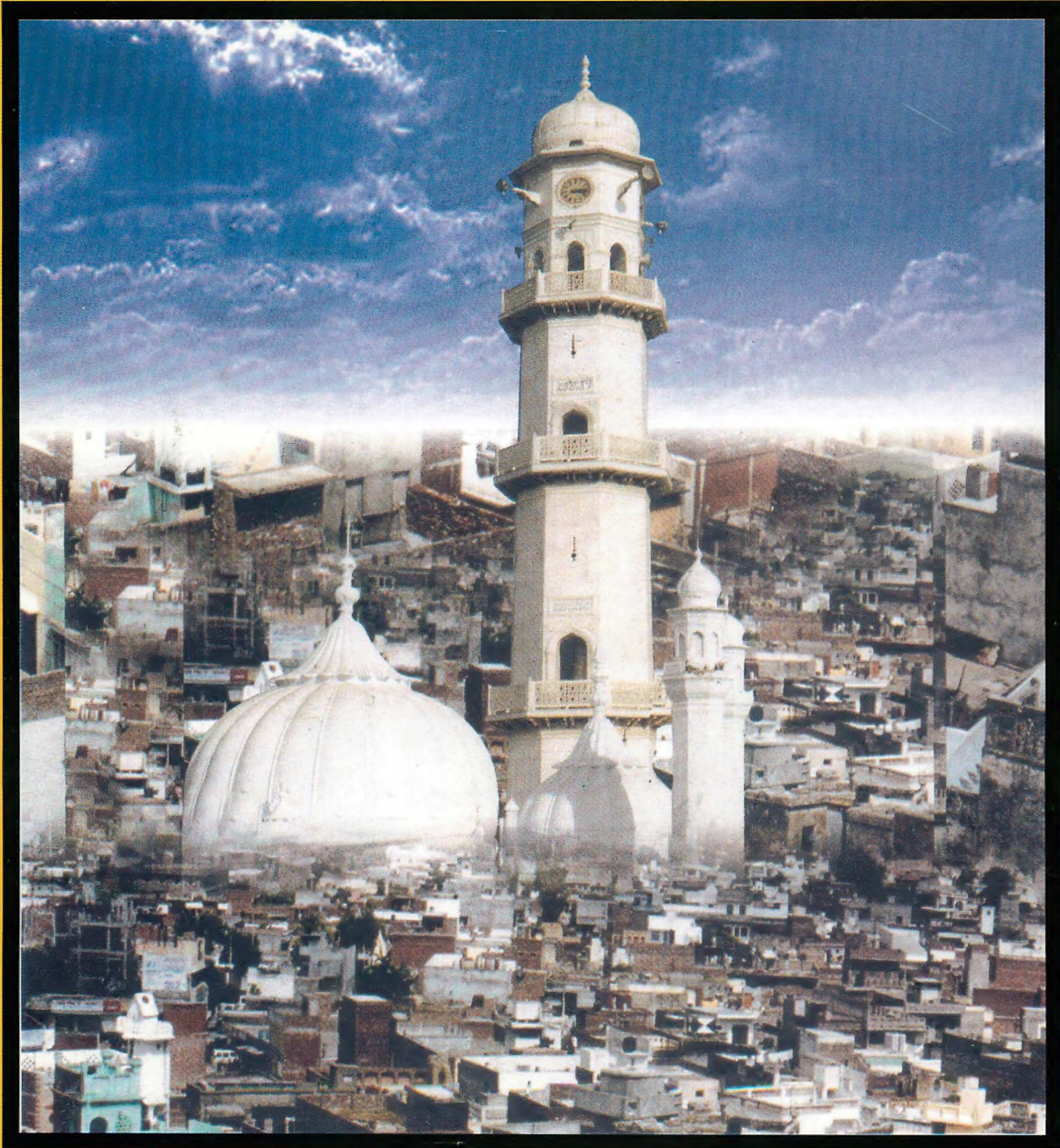
قادیان دارالامان - "خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے" الوصیّت

لِيُخْرِجَ الَّذِينَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

(القرآن 12:65)

النـــور

مارچ 2005

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، تعلیمی، تربیّتی اور ادبی مجلّہ

"اِنَّا جَعَلْنٰكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ لِاُتِمَّ حُجَّتِيْ عَلٰى قَوْمٍ مُّتَنَصِّرِيْنَ"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ 373)

ہم نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا ہے تا کہ نصرانیت کو اختیار کرنے والے لوگوں پر میں اپنی حجت پوری کروں۔

نگران اعلیٰ :

ڈاکٹر احسان اللہ ظفر

امیر جماعت احمدیہ ، یو۔ایس۔اے

مدیر اعلیٰ :

ڈاکٹر نصیر احمد

مدیر :

ڈاکٹر کریم اللہ ذیروی

ادارتی مشیر :

محمد ظفر اللہ ہنجرا

معاون :

حسنیٰ مقبول احمد

لکھنے کا پتہ :

Editors Ahmadiyya Gazette

15000 Good Hope Road

Silver Spring, MD 20905

karimzirvi@yahoo.com

فہرس

قرآنِ کریم

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝ وَالْقَمَرِ اِذَاتَلٰهَا ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ۝

(الشّمس:2-4)

ترجمہ: قسم ہے سورج کی اور اس کی دھوپ کی۔ اور چاند کی جب وہ اُس کے پیچھے آئے۔ اور دن کی جب وہ اُس (یعنی سُورج) کو خوب روشن کردے۔

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ۝

(الزُخرُف:58)

ترجمہ: اور جب بھی ابن مریم کو مثال کے طور پر پیش کیا جاتا ہے تو تیری (قوم) اس بات پر شور مچانے لگ جاتی ہے۔

وَلَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝

(الزُخرُف:64)

ترجمہ: اور جب عیسیٰ (بعثتِ ثانیہ میں) نشانات کے ساتھ آئے گا، تو وہ کہے گا کہ میں تمہارے پاس حکمت کی باتوں کے ساتھ آیا ہوں اور اس لئے آیا ہوں تا کہ تمہیں بعض وہ باتیں سمجھا دوں جن میں تم اختلاف کرتے ہو۔ پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰةِ وَمُبَشِّرًا ۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

(الصّف:7-8)

ترجمہ: اور (یاد کرو) جب عیسیٰ ابن مریم نے اپنی قوم سے کہا کہ اے بنی اسرائیل! یقیناً میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اس کی تصدیق کرتے ہوئے آیا ہوں جو تورات میں سے میرے سامنے ہے۔ اور ایک عظیم رسول کی خوشخبری دیتے ہوئے جو میرے بعد آئے گا، جس کا نام احمد ہوگا۔ پھر جب وہ کھلے نشانوں کے ساتھ ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ یہ تو ایک کھلا کھلا جادو ہے۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ گھڑے حالانکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جارہا ہو۔ اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ کُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ نَزَلَتْ عَلَیْهِ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ فَلَمَّا قَرَاَ: وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّایَلْحَقُوْا بِهِمْ ' قَالَ رَجُلٌ مَّنْ هٰؤُلَآءِ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ فَلَمْ یُرَاجِعْهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی سَاَلَهٗ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا قَالَ وَفِیْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ قَالَ: فَوَضَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدَهٗ عَلٰی سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ: لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَآءِ.

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعۃ ومسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپؐ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ جب آپؐ نے اس کی آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّایَلْحَقُوْا بِهِمْ ' پڑھی جس کے معنے یہ ہیں کہ ''کچھ بعد میں آنے والے لوگ بھی ان صحابہ میں شامل ہوں گے جو ابھی ان کے ساتھ نہیں ملے'' تو ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں جو درجہ تو صحابہ کا رکھتے ہیں لیکن ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔ حضورؐ نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس آدمی نے تین دفعہ یہی سوال دہرایا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ ہم میں بیٹھے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کے کندھے پر رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریا کے پاس بھی پہنچ گیا یعنی زمین سے اٹھ گیا تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ اس کو واپس لے آئیں گے۔ (یعنی آخرین سے مراد ابنائے فارس ہیں جن میں سے مسیح موعود ہوں گے اور ان پر ایمان لانے والے صحابہؓ کا درجہ پائیں گے)۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْاَنْبِیَآءُ اِخْوَةُ الْعَلَّاتِ اَبُوْهُمْ وَاحِدٌ وَاُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰی وَاَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ لِاَنَّهٗ لَمْ یَکُنْ بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ نَبِیٌّ وَاِنَّهٗ نَازِلٌ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْهُ فَاعْرِفُوْهُ فَاِنَّهٗ رَجُلٌ مَرْبُوْعٌ اِلَی الْحُمْرَةِ وَالْبَیَاضِ سَبْطٌ کَاَنَّ رَاْسَهٗ یَقْطُرُ وَاِنْ لَّمْ یُصِبْهُ بَلَلٌ بَیْنَ مُمَصَّرَتَیْنِ فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَةَ وَیُعَطِّلُ الْمِلَلَ حَتّٰی یُهْلِکَ اللّٰهُ فِیْ زَمَانِهِ الْمِلَلَ کُلَّهَا غَیْرَ الْاِسْلَامِ وَیُهْلِکُ اللّٰهُ فِیْ زَمَانِهِ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ الْکَذَّابَ وَتَقَعُ الْاَمَنَةُ فِی الْاَرْضِ حَتّٰی تَرْتَعَ الْاِبِلُ مَعَ الْاَسَدِ جَمِیْعًا وَالنُّمُوْرُ مَعَ الْبَقَرِ وَالذِّئَابُ مَعَ الْغَنَمِ وَیَلْعَبُ الصِّبْیَانُ وَالْغِلْمَانُ بِالْحَیَّاتِ لَایَضُرُّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَیَمْکُثُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ یَّمْکُثَ ثُمَّ یُتَوَفّٰی فَیُصَلِّیْ عَلَیْهِ الْمُسْلِمُوْنَ وَیَدْفِنُوْنَهٗ.

(ابو داؤد کتاب الملاھم باب خروج الدجال صفحہ594 مسند احمد بن حنبل صفحہ437/2)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ انبیاء کا باہمی تعلق علاتی بھائیوں کا سا ہے جن کا باپ ایک اور مائیں الگ الگ ہوں۔ میرا لوگوں میں سے عیسیٰ بن مریمؑ سے سب سے قریبی تعلق ہے کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں (اس قرب روحانی کی وجہ سے میرا مثیل بن کر وہ ضرور نازل ہوگا) جب تم دیکھو تو اس حلیے سے اسے پہچان لینا کہ وہ درمیانے قد کا ہوگا۔ سرخ وسفید رنگ' سیدھے بال اس کے سر سے بغیر پانی استعمال کئے قطرے گر رہے ہوں گے یعنی اس کے بال چمک کی وجہ سے تر تر لگتے ہوں گے۔ وہ مبعوث ہو کر صلیب کو توڑے گا یعنی صلیبی عقیدے کا ابطال کرے گا خنزیر قتل کرے گا یعنی خبیث النفس لوگوں کی ہلاکت کا موجب ہوگا پس اس کے ذریعہ صلیبی غلبے کا انسداد اور خنزیر صفت لوگوں کا قلع قمع ہوگا۔ جزیہ ختم کرے گا یعنی اس کا زمانہ مذہبی جنگوں کے خاتمہ کا زمانہ ہوگا۔ اس کے زمانے میں اسلام کے سوا اللہ تعالیٰ باقی ادیان کو روحانی لحاظ سے بھی اور شوکت کے لحاظ سے بھی مٹا دے گا اور جھوٹے مسیح دجال کو ہلاک کرے گا اور ایسا امن وامان کا زمانہ ہوگا کہ اونٹ شیر کے ساتھ' چیتے گائیوں کے ساتھ' بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ اکٹھے چریں گے۔ بچے اور بڑی عمر کے لڑکے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق جتنا عرصہ اللہ چاہے گا مسیح دنیا میں رہیں گے۔ پھر وفات پائیں گے مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے اور ان کی تدفین عمل میں لائیں گے۔

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا" (بنی اسرائیل:16)

"یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ھی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے۔"

اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے۔اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔اور اکثر مقامات زیروزبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی۔اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی۔یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی۔اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملے گا۔تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی۔اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی۔کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے۔جیسا کہ خدا نے فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل: 16) اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائے گا۔کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا۔یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔

اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔

میں شہروں کو گرتے ہوئے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔مگر اب وہ ہیبت کیساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دُور نہیں۔

میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں۔پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔

میں تو سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی۔اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ"۔

(حقیقة الوحی - روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 268-269)

کلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

پھر چلے آتے ہیں یارو زلزلہ آنے کے دن
زلزلہ کیا اس جہاں سے کوچ کر جانے کے دن

کیوں غضب بھڑ کا خدا کا مُجھ سے پوچھو غافلو!
ہو گئے ہیں اس کا مُوجب میرے جُھٹلانے کے دن

غیر کیا جانے کہ غیرت اسکی کیا دکھلا ئے گی
خود بتائے گا اُنہیں وُہ یار بتلانے کے دن

وہ چمک دکھلا ئے گا اپنے نشاں کی پنج بار
یہ خدا کا قول ہے سمجھو گے سمجھانے کے دن

طالبو! تم کو مبارک ہو کہ اب نزدیک ہے
اُس میرے محبوب کے چہرہ کے دکھلانے کے دن

وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰؑ پکاریں گے مجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجّال کہلانے کے دن

اے مرے پیارے! یہی میری دُعا ہے روزو شب
گود میں تیری ہوں ہم اس خونِ دل کھانے کے دن

کرمِ خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
فضل کا پانی پلا اس آگ برسانے کے دن

تیرے ہاتھوں سے مرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو
ورنہ دیں میّت ہے اور یہ دن ہیں دفنانے کے دن

اک نشاں دکھلا کہ اب دیں ہوگیا ہے بے نشاں
دل چلا ہے ہاتھ سے لا جلد ٹھہرانے کے دن

چاند اور سورج نے دکھلائے ہیں دو داغِ کسوف
پھر زمیں بھی ہوگئی بے تاب تھرّانے کے دن

کون روتا ہے کہ جس سے آسماں بھی رو پڑا
لرزہ آیا اس زمیں پر اُس کے چلّانے کے دن

دوستو اُس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
آئیں گے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن

اک بڑی مدّت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کُفر کو کھانے کے دن

دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر درپیش ہے
پر یہی ہیں دوستو اُس یار کے پانے کے دن

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر جوش ہے
اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں
اب تو ہیں اے دل کے اندھو دیں کے گُن گانے کے دن

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندانی حالات

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے ''کتاب البریہ'' میں قادیان کی اسلامی ریاست اور اپنے خاندانی حالات کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔۔۔ آپ فرماتے ہیں:

''ہماری قوم مغل برلاس ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جواب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے اور ان کے ساتھ قریباً دوسو آدمی ان کے توابع اور خدام اور اہل وعیال میں سے تھے اور وہ ایک معزز رئیس کی حیثیت سے اس ملک میں داخل ہوئے اور اس قصبہ کی جگہ جو اس وقت ایک جنگل پڑا ہوا تھا جو لاہور سے تخمیناً پچاس کوس بگوشہ شمال مشرق واقع ہے فروکش ہوگئے۔۔۔

(حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے اب وجد سمرقند سے ملک ہند میں جب وارد ہوئے تو پہلے دہلی گئے تھے۔ چنانچہ ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں ''بابر بادشاہ کے وقت میں کہ جو چغتائی کی سلطنت کا مورث اعلیٰ تھا بزرگ اجداد اس نیازمند الٰہی کے خاص سمرقند سے ایک جماعت کثیر کے ساتھ کسی سبب سے جو بیان نہیں کیا گیا ہجرت اختیار کر کے دلی پہنچے۔ اور دراصل یہ بات ان کاغذوں سے اچھی طرح واضح نہیں ہوتی کہ کیا وہ بابر کے ساتھ ہی ہندوستان میں داخل ہوئے تھے یا بعد اس کے بلاتوقف اس ملک میں پہنچ گئے۔ لیکن یہ امر اکثر کاغذات کے دیکھنے سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ساتھ ہی پہنچے ہوں یا کچھ دن پیچھے آئے ہوں مگر انہیں شاہی خاندان سے کچھ ایسا خاص تعلق تھا جس کی وجہ سے وہ اس گورنمنٹ کی نظر میں معزز سرداروں میں سے شمار کئے گئے تھے''۔ ازالہ اوہام حاشیہ صفحہ 121-122 طبع اول)

۔۔۔ جس کو انہوں نے آباد کر کے اس کا نام اسلام پور رکھا جو پیچھے اسلام پور قاضی ماجھی کے نام سے مشہور ہوا۔ اور رفتہ رفتہ اسلام پور کا لفظ لوگوں کو بھول گیا اور قاضی ماجھی کی جگہ پر قاضی رہا اور پھر آخر قادی بنا اور پھر اس سے بگڑ کر قادیان بن گیا اور قاضی ماجھی کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ علاقہ جس کا طولانی حصہ قریباً ساٹھ کوس ہے۔ ان دنوں میں سب کا سب ماجھہ کہلاتا تھا۔ غالباً اس وجہ سے اس کا نام ماجھہ تھا کہ اس ملک میں بھینسیں بکثرت ہوتی تھیں اور ماجھہ زبان ہندی میں بھینس کو کہتے ہیں۔ اور چونکہ ہمارے بزرگوں کو علاوہ دیہات جاگیرداری کے اس تمام علاقہ کی حکومت بھی ملی تھی۔ اس لئے قاضی کے نام سے مشہور ہوئے۔ مجھے کچھ معلوم نہیں کیوں اور کس وجہ سے ہمارے بزرگ سمرقند سے اس ملک میں آئے۔ مگر کاغذات سے یہ پتہ ملتا ہے کہ اس ملک میں بھی وہ معزز امراء اور خاندان والیان ملک میں سے تھے اور انہیں کسی قومی خصومت اور تفرقہ کی وجہ سے اس ملک کو چھوڑنا پڑا تھا۔ پھر اس ملک میں آ کر بادشاہ وقت کی طرف سے بہت سے دیہات بطور جاگیر ان کو ملے۔ چنانچہ اس نواح میں ایک مستقل ریاست ان کی ہوگئی۔

سکھوں کے ابتدائی زمانہ میں میرے پردادا صاحب مرزا گل محمد ایک نامور اور مشہور رئیس اس نواح کے تھے جن کے پاس اس وقت 85 گاؤں تھے اور بہت سے گاؤں سکھوں کے متواتر حملوں کی وجہ سے ان کے قبضہ سے نکل گئے۔ تاہم ان کی جوانمردی اور فیاضی کی یہ حالت تھی کہ اس قدر قلیل میں سے بھی گاؤں انہوں نے مروت کے طور پر بعض تفرقہ زدہ مسلمان رئیسوں کو دے دیئے تھے جواب تک ان کے پاس ہیں۔ غرض وہ اس طوائف الملوکی کے زمانہ میں اپنے نواح میں ایک خودمختار رئیس تھے۔ ہمیشہ قریب پانچ سو آدمی کے یعنی کبھی کم اور کبھی زیادہ ان کے دسترخوان پر روٹی کھاتے تھے اور ایک سو کے قریب علماء اور صلحاء حافظ قرآن شریف کے ان کے پاس رہتے تھے۔ جن کے کافی وظیفے مقرر تھے۔ اور ان کے دربار میں اکثر قال اللہ اور قال الرسولؐ کا ذکر بہت ہوتا تھا اور تمام ملازمین اور متعلقین میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو تارک نماز ہو۔ یہاں تک کہ چکی پیسنے والی عورتیں بھی پنج وقتہ نماز اور تہجد پڑھتی تھیں۔ اور گردونواح کے معزز مسلمان جو اکثر افغان تھے قادیان کو جو اس وقت اسلام پور کہلاتا تھا' مکہ کہتے تھے۔ کیونکہ اس پر آشوب زمانہ میں ہر ایک مسلمان کے لئے یہ قصبہ مبارکہ پناہ کی جگہ تھی۔ اور دوسری اکثر جگہ میں کفر اور فسق اور ظلم نظر آتا تھا اور قادیان میں اسلام اور تقویٰ اور طہارت اور عدالت کی خوشبو آتی تھی۔ میں نے خود اس زمانہ سے قریب زمانہ پانے والوں کو دیکھا ہے کہ وہ اس قدر قادیان کی عمدہ حالت بیان کرتے تھے کہ گویا وہ اس زمانہ میں ایک باغ تھا جس میں حامیان دین اور صلحاء اور علماء اور نہایت شریف اور جوانمرد آدمیوں کے صدہا پودے

پائے جاتے تھے اور اس نواح میں یہ واقعات نہایت مشہور ہیں کہ مرزا گل محمد صاحب مرحوم مشائخ وقت کے بزرگ لوگوں میں اور صاحب خوارق اور کرامات تھے۔جن کی صحبت میں رہنے کے لئے بہت سے اہل اللہ اور صلحاء اور فضلاء قادیان میں جمع ہوگئے تھے۔اور عجیب تر یہ کہ کئی کرامات ان کی ایسی مشہور ہیں جن کی نسبت ایک گروہ کثیر مخالفین دین کا بھی گواہی دیتا رہا ہے۔غرض وہ علاوہ ریاست اور امارت کے اپنی دیانت اور تقویٰ اور مردانہ ہمت اور اولوالعزمی اور حمایت دین اور ہمدردی مسلمانوں کی صفت میں نہایت مشہور تھے۔اور ان کی مجلس میں بیٹھنے والے سب کے سب متقی اور نیک چلن اور اسلامی غیرت رکھنے والے اور فسق و فجور سے دور رہنے والے اور بہادر اور بارعب آدمی تھے۔ چنانچہ میں نے کئی دفعہ اپنے والد صاحب مرحوم سے سنا ہے کہ اس زمانہ میں ایک وزیر سلطنت مغلیہ کا قادیان میں آیا جو غیاث الدولہ کے نام سے مشہور تھا اور اس نے مرزا گل محمد صاحب کے مدبرانہ طریق اور بیدار مغزی اور ہمت اور اولوالعزمی اور استقلال اور عقل اور فہم اور حمایت اسلام اور جوش نصرت دین اور تقویٰ اور طہارت اور دربار کے وقار کو دیکھا اور ان کے مختصر دربار کو عقلمند اور نیک چلن اور بہادر مردوں سے پُر پایا۔تب وہ چشم پُر آب ہو کر بولا کہ اگر مجھے پہلے خبر ہوتی کہ اس جنگل میں خاندان مغلیہ میں سے ایسا مرد موجود ہے جس میں صفات ضرور یہ سلطنت کے پائے جاتے ہیں تو میں اسلامی سلطنت کے محفوظ رکھنے کے لئے کوشش کرتا کہ ایام کسل اور نالیاقتی اور بدوصفی ملوک چغتائیہ میں اسی کو تختِ دہلی پر بٹھایا جائے۔

اس جگہ اس بات کا لکھنا بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ میرے پردادا صاحب موصوف یعنی مرزا گل محمد نے ہچکی کی بیماری سے جس کے ساتھ اور عوارض بھی تھے وفات پائی تھی۔بیماری کے غلبہ کے وقت اطباء نے اتفاق کر کے کہا کہ اس مرض کے لئے اگر چند روز شراب کو استعمال کرایا جائے تو غالباً اس سے فائدہ ہوگا مگر جرأت نہیں رکھتے تھے کہ ان کی خدمت میں عرض کریں۔آخر بعض نے ان میں سے ایک نرم تقریر میں عرض کر دیا۔تب انہوں نے کہا کہ اگر خدا تعالیٰ کو شفا دینا منظور ہو تو اس کی پیدا کردہ اور بہت سی دوائیں ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ اس پلید چیز کو استعمال کروں اور میں خدا کی قضاء و قدر پر راضی ہوں۔آخر چند روز کے بعد اسی مرض سے انتقال فرما گئے۔موت تو مقدر تھی مگر یہ ان کا طریق تقویٰ ہمیشہ کے لئے یادگار رہا کہ موت کو شراب پر اختیار کر لیا۔موت سے بچنے کے لئے انسان کیا کچھ نہیں کرتا لیکن انہوں نے معصیت کرنے سے موت کو بہتر سمجھا۔افسوس ان نوابوں اور امیروں اور رئیسوں کی حالت پر کہ اس چند روزہ زندگی میں اپنے خدا اور اس کے احکام سے بکلی لاپرواہ ہو کر اور خدا تعالیٰ سے سارے علاقے توڑ کر دل کھول کر ارتکاب معصیت کرتے ہیں اور شراب کو پانی کی طرح پیتے ہیں اور اس طرح اپنی زندگی کو نہایت پلید اور ناپاک کر کے اور عمر طبعی سے بھی محروم رہ کر اور بعض ہولناک عوارض میں مبتلا ہو کر جلد تر مر جاتے ہیں اور آئندہ نسلوں کے لئے نہایت خبیث نمونہ چھوڑ جاتے ہیں۔''

(صفحہ144تا154حاشیہ طبع اول)

حضرت اقدسؑ ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں:

''مرزا صاحب مرحوم ایک مرد اولوالعزم اور متقی اور غایت درجہ کے بیدار مغز اول درجہ کے بہادر تھے۔اگر اس وقت مشیت الٰہی مسلمانوں کے مخالف نہ ہوتی تو بہت امید تھی کہ ایسا بہادر اور اولوالعزم آدمی سکھوں کی بلند شورش سے پنجاب کا دامن پاک کر کے ایک وسیع سلطنت اسلام کی اس میں قائم کر دیتا۔جس حالت میں رنجیت سنگھ نے باوجود اپنی تھوڑی سی پدری ملکیت کے جو صرف نو گاؤں تھے تھوڑے ہی عرصہ میں اس قدر پیر پھیلائے تھے جو پشاور سے لدھیانہ تک خالصہ ہی خالصہ نظر آتا تھا اور ہر جگہ ٹڈیوں کی طرح سکھوں کی ہی فوجیں دکھائی دیتی تھیں۔تو کیا ایسے شخص کے لئے یہ فتوحات قیاس سے بعید تھیں؟ جس کی گمشدہ ملکیت میں سے ابھی چوراسی یا پچاسی گاؤں باقی تھے اور ہزار کے قریب فوج کی جمعیت بھی تھی۔اور اپنی ذاتی شجاعت میں ایسے مشہور تھے کہ اس وقت کی شہادتوں سے بہ بداہت ثابت ہوتا ہے کہ اس ملک میں ان کا کوئی نظیر نہ تھا۔لیکن چونکہ خدا تعالیٰ نے یہی چاہا تھا کہ مسلمانوں پر ان کی بے شمار غفلتوں کی وجہ سے تنبیہ نازل ہو اس لئے مرزا صاحب مرحوم اس ملک کے مسلمانوں کی ہمدردی میں کامیاب نہ ہو سکے۔اور مرزا صاحب مرحوم کے حالات عجیبہ میں سے ایک یہ ہے کہ مخالفین مذہب بھی ان کی نسبت ولایت کا گمان رکھتے تھے۔اور ان کے بعض خارق عادت امور عام طور پر دلوں میں نقش ہو گئے تھے۔ یہ بات شاذ و نادر ہوتی ہے کہ کوئی مذہبی مخالف اپنے دشمن کی کرامات کا قائل ہو۔لیکن اس راقم نے مرزا صاحب مرحوم کے بعض خوارق عادات ان سکھوں کے منہ سے سنے ہیں جن کے باپ دادا مخالف گروہ میں شامل ہو کر لڑتے تھے۔اکثر آدمیوں کا بیان ہے کہ بسا اوقات مرزا صاحب مرحوم صرف اکیلے ہزار ہزار آدمی کے مقابل پر میدان جنگ میں نکل کر ان پر فتح پا لیتے تھے اور کسی کی مجال نہیں ہوتی تھی کہ ان کے نزدیک آسکے۔ اور ہر چند جان توڑ کر دشمن کا

لشکر کوشش کرتا تھا کہ توپوں اور بندوقوں کی گولیوں سے ان کو ماردیں مگر کوئی گولی یا گولہ ان پر کارگر نہیں ہوتا تھا۔ یہ کرامت ان کی صدہا موافقین اور مخالفین بلکہ سکھوں کے منہ سے سنی گئی ہے۔ جنہوں نے اپنے لڑنے والے باپ دادوں سے سند بیان کی تھی۔ لیکن میرے نزدیک یہ کچھ تعجب کی بات نہیں۔ اکثر لوگ زمانہ دراز تک جنگی فوجوں میں نوکر رہ کر بہت سا حصہ اپنی عمر کا لڑائیوں میں بسر کرتے ہیں اور قدرت حق سے کبھی ایک خفیف سا زخم بھی تلوار یا بندوق کا ان کے بدن کو نہیں پہنچتا۔ سو یہ کرامت اگر معقولی طور پر بیان کی جائے کہ خدا تعالیٰ اپنے خاص فضل سے دشمنوں کے حملوں سے ان کو بچاتا رہا۔ تو کچھ حرج کی بات نہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ مرزا صاحب مرحوم دن کیوقت ایک پر ہیبت بہادر اور رات کے وقت ایک باکمال عابد تھے اور معمور الاوقات اور متشرع تھے۔''

(ازالہ اوہام طبع اول صفحہ128-130)

''اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب میرے پردادا صاحب فوت ہوئے تو بجائے ان کے میرے دادا صاحب یعنی مرزا عطا محمد صاحب فرزند رشید ان کے گدی نشین ہوئے۔ ان کے وقت میں خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت سے لڑائی میں سکھ غالب آئے۔ دادا صاحب مرحوم نے اپنی ریاست کی حفاظت کے لئے بہت تدبیریں کیں مگر جبکہ قضاوقدر ان کے ارادہ کے موافق نہ تھی اس لئے ناکام رہے اور کوئی تدبیر پیش نہ گئی اور روز بروز سکھ لوگ ہماری ریاست کے دیہات پر قبضہ کرتے گئے۔ یہاں تک دادا صاحب مرحوم کے پاس ایک قادیان رہ گئی اور قادیان اس وقت ایک قلعہ کی صورت پر قصبہ تھا۔

(قادیان کے قلعہ میں آنے جانے کے لئے چار دروازے تھے۔ جن کے نام یہ ہیں بٹالی دروازہ، پہاڑی دروازہ، موری دروازہ اور ننگلی دروازہ۔)

اس کے چار برج تھے اور برجوں میں فوج کے آدمی رہتے تھے۔ اور چند توپیں تھیں اور فصیل بائیس فٹ کے قریب اونچی اور اسی قدر چوڑی تھی کہ تین چھکڑے آسانی سے ایک دوسرے کے مقابل اس پر جاسکتے تھے۔ اور ایسا ہوا کہ ایک گروہ سکھوں کا جو رام گڑھیہ کہلاتا تھا اول فریب کی راہ سے اجازت لے کر قادیان میں داخل ہوا اور پھر قبضہ کرلیا۔ اس وقت ہمارے بزرگوں پر بڑی تباہی آئی اور اسرائیلی قوم کی طرح وہ اسیروں کی مانند پکڑے گئے اور ان کے مال و متاع سب لوٹی گئی۔ کئی مسجدیں اور عمدہ عمدہ مکانات مسمار کئے گئے۔ اور جہالت اور تعصب سے باغوں کو کاٹ دیا گیا۔ اور بعض مسجدیں جن میں اب تک ایک مسجد سکھوں کے قبضہ میں ہے دھرم سالہ یعنی سکھوں کا معبد بنایا گیا۔ اس دن ہمارے بزرگوں کا ایک کتب خانہ بھی جلایا گیا جس میں پانچ سو نسخہ قرآن شریف کا قلمی تھا جو نہایت بے ادبی سے جلایا گیا۔ اور آخر سکھوں نے کچھ سوچ کر ہمارے بزرگوں کو نکل جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ تمام مرد وزن چھکڑوں میں بٹھا کر نکالے گئے۔''

(تخمیناً 1802''قادیان'' صفحہ79)

''اور وہ پنجاب کی ایک ریاست (کپورتھلہ میں) میں پناہ گزین ہوئے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد انہی دشمنوں کے منصوبے سے میرے دادا صاحب کو زہر دی گئی۔ پھر رنجیت سنگھ کی سلطنت کے آخری زمانہ میں میرے والد صاحب مرحوم مرزا غلام مرتضیٰ قادیان میں واپس آئے اور مرزا صاحب موصوف کو اپنے والد صاحب کے دیہات میں سے پانچ گاؤں واپس ملے۔ کیونکہ اس عرصہ میں رنجیت سنگھ نے دوسری اکثر چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو دبا کر ایک بڑی ریاست اپنی بنالی تھی سو ہمارے تمام دیہات بھی رنجیت سنگھ کے قبضہ میں آگئے تھے اور لاہور سے پشاور تک اور دوسری طرف لدھیانہ تک اس کی ملک داری کا سلسلہ پھیل گیا تھا غرض ہماری پرانی ریاست خاک میں مل کر آخر پانچ گاؤں ہاتھ میں رہ گئے۔ پھر بھی بلحاظ پرانے خاندان کے میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ اس نواح میں مشہور رئیس تھے۔ گورنر جنرل کے دربار میں بزمرہ کرسی نشین رئیسوں کے ہمیشہ بلائے جاتے تھے۔ 1857 میں انہوں نے سرکار انگریزی کی خدمت گزاری میں پچاس گھوڑے معہ پچاس سواروں کے اپنی گرہ سے خرید کردیئے تھے اور آئندہ گورنمنٹ کو اس قسم کی مدد کا عندالضرورت وعدہ بھی دیا اور سرکار انگریزی کے حکام وقت سے بجا آوری خدمات عمدہ عمدہ چٹھیات خوشنودی مزاج ان کو ملی تھیں۔ چنانچہ سرلیپل گریفن صاحب نے بھی اپنی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں ان کا تذکرہ کیا ہے غرض وہ حکام کی نظر میں بہت ہردلعزیز تھے۔ اور بسا اوقات ان کی دلجوئی کے لئے حکام وقت ڈپٹی کمشنر ان کے مکان پر ان کی ملاقات کرتے تھے۔''

(''کتاب البریہ'' طبع اول حاشیہ144-146)

سر لیپل گریفن اور کرنل میسی کی شہادت:

سرلیپل گریفن اور کرنل میسی نے (جن کی طرف مندرجہ بالا سطور میں اشارہ ہے) اپنی مشہور و معروف انگریزی کتاب ''پنجاب چیفس'' یا ''چیفس اینڈ فیملیز آف نوٹ ان دی پنجاب'' میں حضرت اقدسؑ کے خاندانی حالات پر ایک نوٹ لکھا ہے جس کا مستند ترجمہ درج ذیل ہے۔

(یہ ترجمہ سید نوازش علی پنشنر مترجم محکمہ عالیہ گورنمنٹ نے 1941میں گورنمنٹ کی خاص اجازت سے ضروری اضافوں کے ساتھ "تذکرہ رؤسائے پنجاب" کے نام سے شائع کیا۔)

(اس نوٹ سے بالخصوص اس حقیقت پر نمایاں روشنی پڑتی ہے کہ پنجاب کے الحاق کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کی جاگیر "باغی سرداروں" کے ساتھ ضبط کر لی گئی تھی اور حضور کا خاندان اس وقت تک ملکی حکومت کا خیر خواہ رہا جب تک کہ پورا ملک برطانوی اقتدار کے زیر نگیں نہیں آ گیا۔)

"شہنشاہ بابر کے عہد حکومت کے آخری سال یعنی 1530 میں ایک مغل مسمی ہادی بیگ باشندہ سمرقند اپنے وطن کو چھوڑ کر پنجاب میں آیا اور ضلع گورداسپور میں بود و باش اختیار کی یہ کسی قدر لکھا پڑھا آدمی تھا اور قادیان کے گرد و نواح کے ستر مواضعات کا قاضی یا مجسٹریٹ مقرر کیا گیا۔

(آپ نہایت درجہ ذی علم و فہیم بزرگ تھے۔جیسا کہ لیپل گریفن کے اگلے الفاظ سے ظاہر ہے)

کہتے ہیں کہ قادیان اس نے آباد کیا۔اور اس کا نام اسلام پور قاضی رکھا جو بدلتے بدلتے قادیان ہو گیا۔

(پنجابی زبان میں جسے ضاد بولتے ہیں اکثر عربی زبان میں دال سے بدل جاتا ہے۔)

کئی پشتوں تک یہ خاندان شاہی عہد حکومت میں معزز عہدوں پر ممتاز رہا۔اور محض سکھوں کے عروج کے زمانہ میں یہ افلاس کی حالت میں ہو گیا تھا۔گل محمد اور اس کا بیٹا عطا محمد رام گڑھیہ اور کنہیا مسلوں سے جن کے قبضہ میں قادیان کے گرد و نواح کا علاقہ تھا ہمیشہ لڑتے رہے اور آخر کار اپنی تمام جاگیر کو کھو کر عطا محمد بیگووال میں سردار فتح سنگھ اہلووالیہ کی پناہ میں چلا گیا اور بارہ سال تک امن وامان سے زندگی بسر کی۔ اس کی وفات پر رنجیت سنگھ نے جو رام گڑھیہ مسل کی تمام جاگیر پر قابض ہو گیا تھا غلام مرتضٰی کو قادیان واپس بلا لیا۔

(یہ 1834 کا واقعہ ہے کتاب "قادیان" مولفہ شیخ محمود احمد صاحب عرفانی مرحوم صفحہ79)

اور اس کی جدی جاگیر کا ایک بہت بڑا حصہ اسے واپس دے دیا۔اس پر غلام مرتضٰی اپنے بھائیوں سمیت مہاراجہ کی فوج میں داخل ہوا اور کشمیر کی سرحد اور دوسرے مقامات پر قابل قدر خدمات انجام دیں۔نونہال سنگھ، شیر سنگھ اور دربار لاہور کے دَور دَورے میں غلام مرتضٰی ہمیشہ فوجی خدمت پر مامور رہا۔1841 میں یہ جرنیل ونچورا کے ساتھ منڈی اور کلو کی طرف بھیجا گیا اور 1843 میں ایک پیادہ فوج کا کمیدان بنا کر پشاور روانہ کیا گیا۔ہزارہ کے مفسدہ میں اس نے کارہائے نمایاں کئے اور جب 1848 کی بغاوت ہوئی تو یہ اپنی سرکار کا نمک حلال رہا اور اس کی طرف سے لڑا۔ اس موقعہ پر اس کے بھائی غلام محی الدین نے بھی اچھی خدمات کیں۔جب بھائی مہاراج سنگھ اپنی فوج لئے دیوان مولراج کی امداد کے لئے ملتان کی طرف جا رہا تھا۔تو غلام محی الدین اور دوسرے جاگیرداران لنگر خان ساہیوال اور صاحب خان ٹوانہ نے مسلمانوں کو بھڑکایا اور مصر صاحبدیال کی فوج کے ساتھ باغیوں سے مقابلہ کیا اور ان کو شکست فاش دی۔ان کو سوائے دریائے چناب کے کسی اور طرف بھاگنے کا راستہ نہ تھا جہاں چھ سو سے زیادہ آدمی ڈوب کر مر گئے۔ الحاق کے موقعہ پر اس خاندان کی جاگیر ضبط ہو گئی۔مگر سات سو روپیہ کی ایک پنشن غلام مرتضٰی اور اس کے بھائیوں کو عطا کی گئی اور قادیان اور اس کے گرد و نواح کے مواضعات پر ان کے حقوق مالکانہ رہے۔اس خاندان نے غدر 1857 کے دوران میں بہت اچھی خدمات کیں غلام مرتضٰی نے بہت سے آدمی بھرتی کئے اور اس کا بیٹا غلام قادر جنرل نکلسن صاحب بہادر کی فوج میں اس وقت تھا جبکہ افسر موصوف نے تریموں گھاٹ پر نمبر 46 نیٹو انفنٹری کے باغیوں کو جو سیالکوٹ سے بھاگے تھے تہ تیغ کیا۔جنرل نکلسن صاحب بہادر نے غلام قادر کو ایک سند دی جس میں یہ لکھا ہے کہ 1857 میں خاندان قادیان ضلع گورداسپور کے تمام دوسرے خاندانوں سے زیادہ نمک حلال رہا۔

غلام مرتضٰی جو ایک لائق حکیم تھا 1876 میں فوت ہوا اور اس کا بیٹا غلام قادر اس کا جانشین ہوا۔غلام قادر حکام مقامی کی امداد کے لئے ہمیشہ تیار رہتا تھا۔اور اس کے پاس ان افسران کے جن کا انتظامی امور سے تعلق تھا بہت سے سرٹیفکیٹ تھے۔یہ کچھ عرصے تک گورداسپور میں دفتر ضلع کا سپرنٹنڈنٹ رہا۔اس کا اکلوتا بیٹا کم سنی میں فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بھتیجے سلطان احمد کو متبنیٰ کر لیا جو غلام قادر کی وفات یعنی 1883 سے خاندان کا بزرگ خیال کیا جاتا تھا۔مرزا سلطان احمد نے نائب تحصیلداری سے گورنمنٹ کی ملازمت شروع کی اور اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے عہدہ تک ترقی پائی۔یہ قادیان کا نمبردار بھی تھا۔مگر اس نمبرداری کا کام بجائے اس کے اس کا چچا نظام الدین کرتا تھا جو غلام محی الدین کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔مرزا سلطان احمد کو خان بہادر کا خطاب اور ضلع منٹگمری میں پانچ مربعہ جات اراضی عطا ہوئے اور 1930 میں اس کا انتقال ہو گیا۔اس کا سب سے بڑا لڑکا مرزا عزیز احمد ایم اے اب خاندان کا سرکردہ اور پنجاب میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہے۔خان بہادر مرزا سلطان احمد کا چھوٹا بیٹا رشید احمد ایک اولوالعزم زمیندار ہے اور اس نے سندھ میں اراضی کا بہت بڑا رقبہ لے لیا ہے۔نظام الدین کا بھائی امام الدین جس کا انتقال 1904 میں ہوا دہلی کے محاصرہ کے وقت ہاڈسن صاحب کے رسالہ میں رسالدار تھا

اوراس کا باپ غلام محی الدین تحصیلدار تھا۔''

(''تذکرہ رؤسائے پنجاب'' جلد دوم صفحہ67-69)

سرلیپل گریفن نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذاتی حالات بھی بیان کئے ہیں۔ چنانچہ لکھتا ہے:

''یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ غلام احمد جو مرزا غلام مرتضیٰ کا چھوٹا بیٹا ہے مسلمانوں کے ایک مشہور مذہبی فرقہ احمدیہ کا بانی ہوا۔ یہ شخص 1837 میں پیدا ہوا۔

(صحیح تحقیق کے مطابق تاریخ ولادت13/فروری1835ء ہے)

اوراس کو تعلیم نہایت اچھی ملی۔ 1891 میں اس نے بموجب اسلام مہدی یا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ چونکہ یہ عالم اور منطقی تھا اس لئے دیکھتے ہی دیکھتے بہت سے لوگ اس کے معتقد ہو گئے اور اب احمدیہ جماعت کی تعداد پنجاب اور ہندوستان کے دوسرے حصوں میں تین لاکھ کے قریب بیان کی جاتی ہے۔ مرزا عربی، فارسی اور اردو کی بہت سی کتابوں کا مصنف تھا۔ جن میں اس نے جہاد کے مسئلہ کی تردید کی۔ اور یہ گمان کیا جاتا ہے کہ ان کتابوں نے مسلمانوں پر اچھا اثر کیا ہے۔ مدت تک یہ بڑی مصیبت میں رہا۔ کیونکہ مخالفین مذہب سے اس کے اکثر مباحثے اور مقدمے رہے۔ لیکن اپنی وفات سے پہلے جو 1908 میں ہوئی اس نے ایک رتبہ حاصل کر لیا کہ وہ لوگ بھی جو اس کے خیالات کے مخالف تھے اس کی عزت کرنے لگے۔ اس فرقہ کا صدر مقام قادیان ہے جہاں انجمن احمدیہ نے ایک بہت بڑا اسکول کھولا ہے اور چھاپہ خانہ بھی ہے جس کے ذریعہ سے اس فرقہ کے متعلق خبروں کا اعلان کیا جاتا ہے۔ مرزا غلام احمد کا خلیفہ ایک مشہور حکیم مولوی نورالدین ہے جو چند سال مہاراجہ کشمیر کی ملازمت میں رہا ہے۔

اس خاندان کے سالم موضع قادیان پر جو ایک بڑا موضع ہے حقوق مالکانہ ہیں اور نیز تین ملحقہ مواضعات پر بشرح پانچ فی صدی حقوق داری حاصل ہیں۔''

(''ترجمہ پنجاب چیفس'' طبع اول بحوالہ ''سیرت مسیح موعود'' نوشتہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللّٰہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صفحہ5-6)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کا بیان ہے:

''میں نے حضرت مسیح موعودؑ سے ان کی (مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب۔ ناقل) تعریف سنی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ مہاراجہ صاحب نے ہی یہ گاؤں واپس کیا۔۔۔ بے شک مہاراجہ صاحب نے یہ گاؤں واپس کیا لیکن ہمارے خاندان نے بھی ہمیشہ ان کے خاندان سے وفاداری کی۔ جب انگریزوں سے لڑائیاں ہوئیں تو بعض بڑے بڑے سکھ سرداروں نے روپے لے کر علاقے انگریزوں کے حوالہ کر دیئے اور یہی وجہ ہے کہ وہاں ان کی جاگیریں موجود ہیں۔ یہاں سے پندرہ بیس میل کے فاصلہ پر سکھوں کا ایک گاؤں بھاگووال ہے وہاں سکھ سردار ہیں۔ مگر وہ بھی انگریزوں سے مل گئے تھے تو اس وقت بڑے بڑے سکھ خاندانوں نے بھی انگریزوں کا ساتھ دیا مگر ہمارے دادا صاحب نے کہا کہ میں نے اس خاندان کا نمک کھایا ہے اس سے غداری نہیں کر سکتا۔ کیا وجہ ہے کہ سکھ زمینداروں کی جاگیریں تو قائم ہیں مگر ہماری چھین لی گئی۔ اسی غصہ میں انگریزوں نے ہماری جائیداد چھین لی تھی کہ ہمارے دادا صاحب نے سکھوں کے خلاف ان کا ساتھ نہ دیا تھا۔ تاریخ سے یہ امر ثابت ہے کہ مہاراجہ صاحب نے سات گاؤں واپس کئے تھے پھر وہ کہاں گئے؟ وہ اسی وجہ سے انگریزوں نے ضبط کر لئے کہ ہمارے دادا صاحب نے ان کا ساتھ نہ دیا تھا اور کہا تھا کہ ہم نے مہاراجہ صاحب کی نوکری کی ہے ان کے خاندان کی غداری نہیں کر سکتے۔ بھاگووال کے ایک اسی پچاسی سالہ بوڑھے سکھ کپتان نے مجھے سنایا کہ میرے دادا سناتے تھے کہ ان کو خود سکھ حکومت کے وزیر نے بلا کر کہا کہ انگریز طاقتور ہیں ان کے ساتھ صلح کر لو خواہ مخواہ اپنے آدمی مت مرواؤ۔ مگر ہمارے دادا صاحب نے مہاراجہ صاحب کے خاندان سے بے وفائی نہ کی اور اسی وجہ سے انگریزوں نے ہماری جائیداد ضبط کر لی بعد میں جو کچھ ملا مقدمات سے ملا۔ مگر کیا ملا۔ قادیان کی کچھ زمین دے دی گئی۔ باقی بھینی، ننگل اور کھارا کا مالکان اعلیٰ قرار دے دیا گیا مگر یہ ملکیت اعلیٰ سوائے کاغذ چاٹنے کے کیا ہے؟ یہ برائے نام ملکیت ہے جو اشک شوئی کے طور پر دی گئی اور اس کی وجہ یہی ہے کہ ہمارے دادا صاحب نے غداری پسند نہ کی۔۔۔ تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ جب ملتان کے صوبہ نے بغاوت کی تو ہمارے تایا صاحب نے ٹوانوں کے ساتھ مل کر اسے فرو کیا تھا اور اس وقت سے ٹوانوں اور نون خاندان کے ساتھ ہمارے تعلقات چلے آتے ہیں پس جہاں تک شرافت کا سوال ہے ہمارے خاندان نے سکھ حکومت سے نہایت دیانتداری کا برتاؤ کیا اور اس کی سزا کے طور پر انگریزوں نے ہماری جائیداد ضبط کر لی ورنہ سری گوبند پور کے پاس اب تک ایک گاؤں موجود ہے جس کا نام ہی مغلاں ہے اور وہاں تک ہماری حکومت کی سرحد تھی اور اس علاقہ کے لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہاں تک ہماری حکومت تھی اور یہ مہاراجہ رنجیت سنگھ سے پہلے کی بات ہے۔''

(خطبہ جمعہ غیر مطبوعہ ریکارڈ خلافت لائبریری ربوہ)

احمدی نام رکھنا

حضرت پیر سراج الحق نعمانیؓ فرماتے ہیں:

''ایک روز ہم سب میں مشہور ہوا کہ پہلے تو ہم فرقہ محمدی کہلاتے تھے اور اب ہم کو مرزائی کہتے ہیں۔ ہمارا بھی کوئی نام ہونا چاہیئے اور بہتر تو یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نام نامی کے ساتھ محمدی تھے اور اب احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام مبارک کے ساتھ کہ آپ بروز وظہور محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں، احمدی نام ہونا چاہیئے۔ یہی گفتگو تھی کہ حضرت اقدس علیہ السلام اس وقت اندرزنانہ مکان میں تھے مردانہ میں تشریف لے آئے اور عصر کی نماز کی تیاری ہوئی اور بعد نماز میں نے بموجب مشورہ حضرت کی خدمت میں عرض کیا فرمایا ہاں تمیزی نام ہونا چاہیئے۔ ہم اپنا نام مسلمان رکھیں یا خالص مسلمان رکھیں لیکن اس سے لوگ چڑیں گے پھر فرمایا ابھی ٹھہر جاؤ اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ نام مقرر کردے گا ہمارے تو سب کاروبار اللہ تعالیٰ پر ہیں صبر کرو۔ اس زمانہ میں ابتدائی حالت میں ہم کو یہ بصیرت کہاں تھی کہ جواب ہے یہ بات سچ ہے کہ بتدریج سب کام ہوتے ہیں اس وقت ہم تو یہی سمجھتے تھے کہ جیسے اوروں نے اپنے فرقہ کے نام تجویز کر لئے ہیں کسی نے محمدی کسی نے اہلحدیث کسی نے موحد کسی نے مقلد کسی نے حنفی شافعی مالکی حنبلی کسی نے چشتی قادری اور نقشبندی سہروردی کسی نے کچھ کسی نے کچھ اسی طرح ہم بھی اپنا نام اپنی مرضی سے تجویز کرلیں یہ سمجھ نہ تھی کہ الٰہی سلسلہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو قائم کیا ہے اللہ تعالیٰ ہی اس کا متولی ہے اللہ تعالیٰ ہی کی مرضی پر اس کا نام ہے۔ آنحضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہ نے بھی بتدریج ترقی اور معرفت حاصل کی تھی۔ ایک مدت کے بعد جب ہم اور ہمارا موعود امام علیہ السلام قادیان میں تھے اور مردم شماری ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس سلسلہ کا نام رکھا جائے تو چاروں طرف سے عرائض آنے لگے کہ ہم اپنا نام مردم شماری میں کیا لکھوائیں اس ارادہ الٰہی کے ماتحت حضرت اقدس علیہ السلام کو تحریک ہوئی۔

خودکنی و خود کنانی کار را ۔۔۔ خود دہی رونق تو آں بازار را

حضرت اقدس علیہ السلام نے ایک روز بوقت نماز عشاء جو بہت سے احباب موجود تھے فرمایا کہ بہت سے لوگوں کے ہر شہر و دیار سے خط آرہے ہیں کہ مردم شماری ہورہی ہے ہم اپنا کیا نام لکھوائیں۔ چونکہ اس وقت میں مکان پر چلا گیا تھا مجھے مکان سے حضرت اقدس علیہ السلام نے بلوایا اور فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب تم کو اس وقت یوں بلوایا ہے کہ چاروں طرف سے خط آرہے ہیں کہ اپنی جماعت اور سلسلہ کا نام بھی ہونا چاہیئے ہم نے سب سے مشورہ طلب کیا ہے کہ کیا نام رکھنا چاہیے۔

اس وقت حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اور حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی اور حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اور مولوی قطب الدین صاحب اور مرزا خدا بخش صاحب مصنف عسل مصفّٰی موجود تھے اب تم اور یہ سب حاضرین سوچ کر ایک دن، دودن، تین دن میں جواب دیں۔ میں نے عرض کیا (''صلی اللہ علیک وعلیٰ محمد'' نوٹ: یہ الہام ہے جو عین نماز میں مغرب کی حضرت علیہ السلام کو مسجد مبارک میں التحیات پڑھتے ہوئے ہوا تھا اور خاکسار پاس تھا آپ نے سب کو سنا دیا تھا۔) اوروں کا تو اختیار ہے کہ جب چاہیں مشورہ دیں۔ میں تو اپنی طرف سے جو میری سمجھ میں آیا ہے ابھی عرض کر دیتا ہوں۔ فرمایا کہ تم بیان کرو:

میں نے عرض کیا کہ شاید حضور کو یاد ہو کہ ایک بار لودھیانہ میں میں نے مولوی عبدالکریم صاحب جو اس وقت موجود ہیں اور منشی غلام قادر فصیح سیالکوٹی اور مرزا خدا بخش صاحب اور قاضی خواجہ علی صاحب اور پیر افتخار احمد صاحب اور عباس علی صاحب لودھیانوی وغیرہم بھی تھے میں نے مشورۃً کہا تھا کہ اچھا ہو کہ ہمارا نام پہلے محمدی تھا۔ اب احمدیؑ رکھا جاوے اور محمد و احمد آنحضرت ﷺ کے نام ہیں تو گویا ہم دونوں پہلوؤں سے محمدی احمدی ہو جاویں اور میں نے حضور سے بھی لودھیانہ میں عرض کیا تھا اور حضور نے فرمایا تھا کہ جو نام اللہ تعالیٰ چاہے گا رکھ دے گا وقت آنے دو سووہ وقت آگیا ہے سب فرقوں کے نام ہیں اور وہ نام حکمت اور سنت کے مطابق نہیں ہیں۔ بہتر ہے کہ احمدی نام ہو جاوے۔ فرمایا درست ہے احمدی فرقہ دنیا میں کوئی نہیں ہے اور احمدی نام پر بہت بزرگوں کے نام ہیں مگر کسی فرقہ یا کسی سلسلہ کا نام احمدی نہیں ہے۔ اس وقت سب خاموش رہے الخاموشی نیم رضا لیکن مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ بول اٹھے کہ بے شک میری بھی یہی رائے ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام اٹھ کر چل دیئے اور دوسرے روز ایک اشتہار لکھ کر لائے جس میں اپنی جماعت کا نام مسلمان فرقہ احمدی رکھا۔

ایک دفعہ میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت صلی اللہ علیک وعلیٰ محمد اپنی جماعت کے احباب کے لوگ شناخت نہیں ہوتے ان کی

پہچان کے لئے ایسا نشان ہونا چاہیئے کہ ایک احمدی دوسرے احمدی کو ترت دیکھتے ہی پہچان جائے۔ کسی نے عرض کیا کہ بازو پر لکھا ہوا ہو اور کسی نے عرض کیا کہ ٹوپی یا عمامہ پر لکھا ہوا موٹے حرفوں میں احمدی ہو۔ کسی نے کہا کہ انگوٹھی خاص قسم کی ہاتھ میں ہو میں نے عرض کیا کچھ بھی ہو۔ یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ مہمان آگئے ان میں احمدی اور غیر احمدی بھی تھے۔ بات بیچ کی بیچ میں رہ گئی۔''

(تذکرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 145-147)

لامک نبی کی قبر

حضرت اقدسؑ کے ایک رفیق حضرت محمد مفتی صادق صاحبؓ آپؑ کی پاکیزہ زندگی کے حالات بیان کرتے ہوئے ''ذکرِ حبیب'' میں لکھتے ہیں کہ:

''جن دنوں حضرت صاحب کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' (غالباً) 1899 میں لکھ رہے تھے۔ ان ایام میں ایک دوست نے جن کا نام میاں محمد سلطان تھا۔ اور لاہور میں درزی کا کام کرتے تھے۔ یہ ذکر کیا کہ ایک دفعہ میں افغانستان گیا تھا۔ اور وہاں مجھے قبر دکھائی گئی تھی جو لامک نبی کی قبر کہلاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بعض دفعہ کسی بزرگ یا نبی کے بیٹھنے کی جگہ کو بھی قبر کے طور پر لوگ بنا کر اس سے تبرک حاصل کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ حضرت مسیح ناصری فلسطین سے کشمیر آتے ہوئے افغانستان میں سے گذرے ہوں۔ اور وہاں کسی جگہ چند روز قیام کیا ہو۔ اور کسی تغیر کے ساتھ اس جگہ ان کا نام لامک مشہور ہو گیا ہو۔ تب حضور نے مجھے فرمایا کہ لغت عبرانی سے دیکھنا چاہیئے کہ لفظ لامک کے کیا معنی ہیں۔ تب میں اپنی لغت کی کتاب لے کر حضرت صاحب کی خدمت میں اندرون خانہ حاضر ہوا۔ اور لفظ لامک کے معنے اس میں سے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کئے۔ کہ لامک کے معنے ہیں جمع کرنے والا۔ چونکہ جمع کرنے والا مسیح ناصری کا نام ہے۔ اور اس کا یہ نام موجودہ اناجیل میں درج ہے۔ جہاں اس نے کہا ہے کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنے کے واسطے آیا ہوں۔ اس بات کو سن کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت خوشی ہوئی۔ آپ نے سجدہ کیا۔ اور میں نے بھی حضرت صاحب کو دیکھ کر سجدہ کیا۔ حضور ایک تخت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور تخت پر ہی حضور نے سجدہ کیا۔ میں نے فرش پر سجدہ کیا۔''

(ذکرِ حبیب صفحہ 83-84)

سونامی

امۃ الباری ناصر

کیا کہتا ہے سونامی محسوس کیا لوگو ؟
اللہ سے غفلت پہ ملتی ہے سزا لوگو

کس جرم پہ حشر اُٹھا کچھ غور کیا لوگو
غصے میں بھرا ہے وہ کچھ ڈر بھی لگا لوگو

طوفان حوادث ہیں منہ پھاڑے ہوئے رہتے
وہ رحم کا عادی ہے کیا اس کو ہوا لوگو

اُلٹاتا ہے کیوں قاہر بستی ہوئی بستی کو؟
پکڑی نہیں کیوں عبرت کیا ہم کو ہوا لوگو

وہ کونسی لعنت ہے جس کو نہیں اپنا یا ؟
بے راہ روی پر وہ ہوتا ھے خفا لوگو

قرآن میں جو باعث لکھے ہیں عذابوں کے
سب آج ہوئے یکجا کیا ہم نے کیا لوگو

اک قوم تباہ کرکے لے آتا ہے وہ دُوجی
سوچو تو کسی نے تھا انذار کیا لوگو

پہلے وہ جگاتا ہے سو بار جگاتا ہے
پھر بھی نہ کوئی جاگے دیتا ہے سُلا، لوگو

فحاشی کا سونامی ، عریانی کا سونامی
بے دینی کا سونامی ، ہے در پہ کھڑا لوگو

کوئی کشتیِ نوح ڈھونڈو، کوئی دیکھو درِ توبہ
جب فیصلہ آجائے پھر کون بچا لوگو

چار عظیم قوموں کے بارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں

فضل الٰہی انوری۔ جرمنی

دنیا کی چار بڑی قوموں کے اندر اسلام پھیلنے کے بارہ میں بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ پیش گوئیاں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں جو نہایت واضح آسمانی اخبار پر مشتمل ہیں۔

پہلی قوم، برصغیر ہند میں بسنے والی وہ قوم ہے جن کے اندر حضرت گوتم بدھ، حضرت کرشن جی اور حضرت رام چندر جی جیسے خدا تعالیٰ کے اوتار آئے جن کی بدولت ان میں ایک خدا کا تصور آج تک موجود ہے۔ مگر اس تصور کے باوجود وہ صدہا برسوں سے شرک، بت پرستی اور توہم پرستی میں مبتلا چلی آ رہی ہیں۔ پھر یہ وہ قوم ہے جن کے مسلمانوں کے ساتھ کئی قسم کے معاشرتی، تجارتی، تمدنی اور لسانی بندھن وابستہ ہونے کے باوجود اس پر فرقہ پرستی اور قوم پرستی کا ایسا گہرا رنگ غالب رہا کہ یہ ہمیشہ اپنے آپ کو ایک الگ قوم کہتی رہی۔ بلکہ ہمیشہ اس تاک میں رہی کہ انہیں زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچائے۔ تاہم انیسویں صدی کی ابتداء میں ان کی قلموں اور زبانوں میں اسلام اور اسکے مقدس بانی، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اچانک ایسی تیزی آگئی کہ وہ اخلاق اور شائستگی کی جملہ حدود کو پھلانگ کر پرلے درجہ کی بدگوئی، بدزبانی اور گندہ ذہنی پر اتر آئے۔ ان کی اُس وقت کی تحریریں پڑھنے سے یوں لگتا ہے جیسے ان کے مذہبی رہنماؤں نے غالباً عیسائی پادریوں کی دیکھا دیکھی مسلمانوں کی دلآزاری اور ان کے پاک بزرگوں کی بے حرمتی کرنا اور انہیں اپنی گندی سرشت اور بدباطنی کا نشانہ بنانا اپنا فرض قرار دے لیا تھا۔

ایسے دلآزار حالات میں حضرت بانی سلسلہ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ملی کہ یہ قوم بھی عنقریب اسلام سے منسلک ہونے والی ہے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

''مجھے یہ بھی صاف لفظوں میں فرمایا گیا ہے کہ پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا اسلام کی طرف زور کے ساتھ رجوع ہوگا۔''

(اشتہار، مورخہ 12/مارچ 1897، بحوالہ تذکرہ صفحہ 297)

نیز پڑھے لکھے ہندوؤں کے اسلام قبول کر لینے کی ایک اور پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا:

''عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ تم نظر اٹھا کر دیکھو گے کہ کوئی ہندو دکھائی دے مگر اِن پڑھوں لکھوں میں ایک ہندو بھی تمہیں دکھائی نہیں دے گا۔''

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد3، صفحہ119)

اگر دیکھا جائے تو اپنی ذات میں یہ ایک بہت بڑی پیشگوئی ہے۔ ہندو قوم وہ ہے جو ہزار ہا برسوں سے بت پرستی اور توہم پرستی میں مبتلا چلی آ رہی ہے۔ مذہبی اعتبار سے اس کا یہ حال ہے کہ تناسخ اور آواگون جیسے بعید از عقل عقائد کو تسلیم کرتی ہے۔ اس کے نزدیک کوئی ایسی نیکی نہیں جو انسان کو اس مصنوعی دلدل سے نکال کر ابدی نجات سے ہمکنار کر سکے، پھر ذات پات کے بندھنوں نے اسے چار طبقاتی حلقوں میں ایسی بری طرح جکڑ رکھا ہے کہ نچلے طبقہ کی مجال نہیں کہ اونچے طبقہ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت کر سکے۔ مگر کیا خوب کہ آسمان پر اس کی تقدیر میں لکھا جا چکا ہے کہ وہ جلد یا بدیر عالمی مساوات کے حامل ایک ایسے مذہب سے ہمکنار ہو جائے گی جو رنگ و نسل کے امتیازی بندھنوں سے بالاتر ہو کر ایک عالمگیر معاشرہ کی تخلیق کرتا اور امتیاز و اکرام کا واحد معیار نیکی اور تقویٰ شعاری کو قرار دیتا ہے۔

دوسری قوم جس کے آپؑ کی غلامی میں آنے سے متعلق آپؑ نے پیشگوئی فرمائی وہ عرب قوم ہے۔ عرب وہ قوم ہے جو سب سے پہلے نورِ اسلام سے منور ہوئی اور پھر ایک طویل عرصہ تک علم کا منبع بن کر دنیا کو اپنے نورِ علم سے منور کرتی اور حکمت و معرفت کے موتی بکھیرتی رہی حتّٰی کہ نہ صرف مادی، علمی اور روحانی رفعتوں کی مالک بن گئی، بلکہ دنیاوی طور پر بھی شوکت و عظمت کے اوجِ کمال تک جا پہنچی جس کے نتیجے میں معلوم دنیا کے ایک چوتھائی حصے پر چھا کر اسے علوم و فنون کا گہوارہ بنا دیا۔ لیکن بعد میں یہی قوم، اسلام دشمن طاقتوں کی ریشہ دوانیوں کا شکار بن کر اپنا سب کچھ کھو بیٹھی۔

تاہم اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک رسول ﷺ کی نام لیوا اس قوم کی کھوئی ہوئی عظمت کو اسلام کے ہی ایک بطلِ جلیل اور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی ایک روحانی

فرزند، بانی سلسلہ احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام، کے ذریعہ دوبارہ قائم کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ اس کا اعلان آپؑ جن پُرشوکت الفاظ میں فرماتے ہیں، وہ ملاحظہ ہوں۔ آپ نے فرمایا:

"وَاِنَّ رَبِّیْ قَدْ بَشَّرَنِیْ فِی الْعَرَبِ وَ اَلْهَمَنِیْ اَنْ اَمُوْنَهُمْ وَاُرِیَهُمْ طَرِیْقَهُمْ وَاُصْلِحَ لَهُمْ شُیُوْنَهُمْ."

(حمامۃ البشریٰ۔ روحانی خزائن جلد7صفحہ182)

یعنی میرے رب نے عربوں کی نسبت بھی مجھے بشارت دی ہے اور الہام کے ذریعہ مطلع فرمایا ہے کہ میں ان کی خبر گیری کروں اور ٹھیک راستے کی طرف ان کی رہنمائی کروں اور ان کے احوال کی اصلاح کروں۔

اس رہنمائی اور اصلاح احوال کا حق جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں ادا کیا، پھر آپ کے تتبع اور نیابت میں آپ کے بعد آپ کے خلفاء نے ادا کیا اور کررہے ہیں، سلسلہ کی کتب اور اخبارات اس پر شاہد ہیں۔ اے کاش! اہل عرب اس طرف توجہ کریں اور اپنے آسمانی خدا کی طرف سے بھیجی ہوئی اس روحانی قیادت کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے کر اپنا دین بھی بچالیں اور دنیا بھی۔

صرف یہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ خوشخبری بھی بہم پہنچائی کہ وہ وقت آرہا ہے جب اہل عرب کے نیک لوگ اور بڑے بڑے ابدال آپؑ کی غلامی کا دم بھرنے لگ جائیں گے۔ الہام الٰہی کے اصل عربی الفاظ ملاحظہ ہوں:

"یَدْعُوْنَ لَکَ اَبْدَالُ الشَّامِ وَعِبَادُ اللّٰهِ مِنَ الْعَرَبِ."

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ86)

یعنی وقت آتا ہے کہ ملک شام کے بڑے بڑے قطب اور ابدال اور عربوں میں پیدا ہونے والے اللہ کے نیک بندے تم پر درود اور سلام بھیجیں گے۔

جیسا کہ الفاظ بتلا رہے ہیں، ان الہامات میں گویا حضرت مسیح موعودؑ کو عربوں کے ایک عظیم الشان مستقبل کی خبر دی گئی جو انہیں احمدیت سے وابستگی کے نتیجے میں حاصل ہوگا اور جہاں سے پھر وہ اسی روحانی مقامی جذب وسلوک کو طے کرنے لگ جائیں گے جس کی بدولت فتح ونصرت ہر میدان میں ان کے قدم چومنے کے لئے تیار کھڑی ہوتی تھی۔ انشاء اللہ العزیز۔

تیسری قوم جس کے اندر اسلام پھیلنے سے متعلق آپؑ نے پیشگوئی فرمائی وہ رُوسی قوم ہے۔ رُوس وہ ملک ہے جس کے باشندے تین صدیوں تک زارانِ روس کے مظالم کا تختۂ مشق بنتے رہے۔ پہلا بادشاہ آئیون (Ivon) جس نے سب سے پہلے زار کا لقب اختیار کیا، اپنے مظالم کی وجہ سے (Ivon the Terrible) کے نام سے مشہور ہوا۔ (زار جسے Tzar, Czar یا Tsar کرکے لکھا جاتا ہے اس کے لغوی معنے طاقتور حکمران یا شہنشاہ کے ہیں)۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے بائیس (22) زار گذرے ہیں۔ آخری زار رومانوف نکولس ثانی' کے وقت رُوس دنیا کی عظیم سلطنت بن چکا تھا۔ اس کی سرحدیں ایک طرف ایشیا کے ممالک چین، ایران، افغانستان اور ترکی سے ملتی تھیں تو دوسری طرف یورپ کے مختلف ممالک بھی اس کی سرحدوں کو چھو رہے تھے۔

زار شاہی کے خاتمہ کے بعد اشتراکیت کے غیر فطرتی اصولوں پر مبنی جو حکومت برسراقتدار آئی وہ اپنے ظلم وستم میں زارانِ روس سے بھی بڑھ گئی۔

1954 میں شائع ہونے والی ایک خفیہ رپورٹ کے مطابق 1921 سے 1954 تک (یہ اشتراکی روس کے دوسرے بڑے ڈکٹیٹر سٹالن کا زمانہ تھا) 33 سال کے عرصہ کے دوران، ہر سال اوسطاً 20 ہزار افراد کو پھانسی پر چڑھایا جاتا رہا بلکہ 1936 سے 1939 تک کے تین سالوں میں سٹالن نے 'ناپسندیدہ عناصر' کو راہ سے ہٹانے کی جو مہم شروع کی اور جسے The Great Purge کہا جاتا ہے یعنی 'صفائی کی عظیم مہم' اس کے نتیجے میں لاکھوں انسانوں کو غائب کردیا گیا۔ ان میں اعلیٰ فوجی افسران کے علاوہ بڑے بڑے ماہرین اقتصادیات، مصنفین، انجینئر اور سائنسدان بھی تھے۔ ان کا کیا حشر ہوا، کسی کو معلوم نہیں۔ مجموعی طور پر اشتراکیت کے دور میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد اڑھائی کروڑ سے چار کروڑ تک بتائی جاتی ہے۔

(بحوالہ جنگ، لندن، 30جنوری1992)

اس ملک میں اسلام پہلی صدی ہجری میں ہی پہنچ گیا تھا۔ سب سے پہلا علاقہ جو اسلام کی روشنی سے منور ہوا، وہ آذر بائیجان ہے۔ اس کے جلد بعد بخارا، سمرقند، تاشقند، بلخ اور خراسان بھی اسلام کی آغوش میں آگئے۔ پھر آہستہ آہستہ ازبکستان، تاجکستان، ترکمانستان اور قازقستان کی ریاستوں میں بھی اسلامی جھنڈے لہرانے لگے۔

زار شاہی کے 350 سالہ عرصہ میں مسلمانوں پر بھی بے انتہا مظالم ڈھائے گئے۔ پہلے زار، یعنی آئیون کے وقت میں ہی مسلمانوں کو جبراً عیسائی بنانے کی مہم شروع کردی گئی تھی۔ ان کی مساجد کو کلیساؤں اور قحبہ خانوں میں تبدیل کردیا گیا۔ تاہم اٹھارویں صدی عیسوی کا نصف اوّل جو 'پطرس اعظم' (Peter, The Great) کا دور ہے' وہ تو مسلم کشی کا بدترین دور کہلاتا ہے۔ پھر روسی انقلاب کے نتیجہ میں

برسراقتدار آنے والی اشتراکی حکومت نے شروع شروع میں تو مسلمانوں کے ساتھ بظاہر رواداری کا سلوک کیا۔اور انہیں ان کے مذہبی اور معاشرتی حقوق کی حفاظت کا وعدہ دے کر اپنے ساتھ ملا لیا اور جو شامل نہ ہوئیں،انہیں بزور شمشیر ساتھ ملنے پر مجبور کیا۔مثلاً کریمیا کا جزیرہ جس نے روسی انقلاب کے فوراً بعد اپنی آزادی کا اعلان کر دیا تھا، اس پر حملہ کر کے کئی ہزار مسلمانوں کو تہ تیغ کر دیا اور پھر وہاں کمیونسٹ نظام رائج کر دیا گیا۔

4رد سمبر 1917 کو لینن اور سٹالن کے مشترکہ دستخطوں سے جاری ہونے والا اعلامیہ اس بات کا شاہد ناطق ہے۔

اسی طرح جمہوریہ ترکمانستان جس کی نوے فیصد آبادی مسلمان ہے اور جو روسی انقلاب کے بعد ایک آزاد مسلم ریاست کے طور پر قائم ہوگئی، اس پر بھی حملہ کر کے اسے سوویت یونین میں شامل کر لیا گیا۔وہاں کے مسلمان علماء کو یا تو تہ تیغ کر دیا گیا اور سائبیریا کے بیگار کیمپوں میں بھیج دیا گیا، یہی حال دوسری آزاد ہونے والی مسلمان ریاستوں،قفقاز،آذربائیجان اور قازقستان وغیرہ کا ہوا۔صرف قفقاز میں 1937 میں دس لاکھ مسلمانوں کو شہید کیا گیا۔

ان ممالک کی خوش بختی دیکھئے کہ ان کے درخشاں مستقبل کے بارے میں مامور من اللہ،حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام، کو آسمان سے خوش خبری ملتی ہے کہ وہ آپؑ کے سلسلہ سے منسلک ہو کر ابدی راحت اور سکون سے ہمکنار ہو جائیں گے۔چنانچہ آپؑ نے رؤیا میں دیکھا کہ:

''میں اپنی جماعت کو رشیا کے علاقے میں ریت کی مانند دیکھتا ہوں''۔

(بحوالہ تذکرہ صفحہ813)

نیز آپؑ نے دیکھا کہ:

''زار روس کا سونٹا میرے ہاتھ میں آ گیا ہے۔وہ بڑا لمبا اور خوبصورت ہے۔پھر میں نے غور سے دیکھا تو وہ بندوق ہے اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ بندوق ہے بلکہ اس میں پوشیدہ نالیاں بھی ہیں۔گویا بظاہر سونٹا معلوم ہوتا ہے اور وہ بندوق بھی ہے۔''

(اخبار الحکم جلد7نمبر41903)

علم تعبیر میں سونٹے سے مراد حکومت ہوتی ہے۔گویا بالفاظ دیگر آپ کو یہ خوشخبری دی گئی کہ روسی اقوام جو صدیوں تک اپنے ہی ظالم حکمرانوں کے ہاتھوں جور وستم،ظلم اور بربریت کا شکار ہوتی رہی ہیں، بالآخر احمدیت سے وابستہ ہو کر اسلام کی عملداری میں آ جائیں گی۔اور یوں ان کی حکومتیں عملاً حضرت مسیح موعودؑ کے ہی مقدس ہاتھوں میں تھما دی جائیں گی۔اب جس قوم کی تقدیر ایک ایسے مرد کامل کے ہاتھ میں آ جائے جس کی سرشت میں کامیابیوں اور کامرانیوں کا خمیر خود خدائے قدوس نے اپنے ہاتھ سے اٹھایا ہو،اس کی خوش قسمتی میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

یہ رؤیا اپنی کامل اور مکمل شکل میں کب حقیقت کا رُوپ دھارے گی،اس بارے میں ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔تاہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوسرے جانشین، حضرت مصلح موعودؓ کی ایک رؤیا تصویری زبان میں اس امر کی نشاندہی کرتی ہے کہ اس کا عملی ظہور آپ کے چوتھے جانشین یعنی جماعت کے چوتھے خلیفہ،حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ،کی ذات سے وابستہ ہے یا کم از کم اس کی داغ بیل آپ کے دورِ خلافت میں پڑنی شروع ہو جائے گی۔یہ رؤیا 1940 کی ہے۔آپؓ فرماتے ہیں:

''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ترکوں کے علاقے میں ہوں اور ایک بڑی بھاری عمارت ہے اس میں ٹھہرا ہوا ہوں۔کسی نے میری دعوت کی ہے اور میں اس دعوت میں گیا ہوں۔جب میں دعوت سے واپس آیا ہوں تو اس وقت میں اکیلا ہوں۔ساتھ والے دوست جو ہیں ان میں سے کوئی بھی اس وقت ساتھ معلوم نہیں ہوتا۔عمارت،جس میں ہم ٹھہرے ہوئے ہیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ صرف امّ طاہر مرحومہ میرے ساتھ ہیں اور وہ اوپر کے کمرہ میں سو رہی ہیں۔جب میں عمارت کے پہلے کمرے میں داخل ہوا ہوں تو مجھے پیچھے سے آہٹ سنائی دی اور مجھے شبہ ہوا کہ کوئی شخص کمرے کے اندر آنا چاہتا ہے۔میں نے روشندان میں سے باہر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ ایک شخص فوجی وردی پہنے ہوئے کمرے کے اندر جھانک رہا ہے۔میں نے کھڑکی کے پاس آ کر باہر کی طرف جھانکا تو مجھے معلوم ہوا کہ چند فوجی افسر باہر کھڑے آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔ان کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ حملہ کر کے عمارت کے اندر گھس جائیں۔پہرے دار اور دوسرے ساتھی اس وقت تک نہیں پہنچے۔میں نے جلدی جلدی اوپر چڑھنا شروع کر دیا تا کہ امّ طاہر(مرحومہ رضی اللہ عنہا) کو بیدار کر دوں۔بہت اونچا جا کر عمارت ایسی ہے کہ ایکطرف شیڈ سا بنا ہوا ہے اور ساتھ صحن ہے۔وہاں امّ طاہر(مرحومہ رضی اللہ عنہا) سو رہی ہیں اور ایک بچہ ان کے پاس سو رہا ہے۔میں نے جس وقت یہ خواب دیکھا 1940 کی بات ہے اس وقت ہماری لڑکی امتہ الجمیل ساڑھے تین سال کی تھی۔تو میں نے دیکھا کہ امّ طاہر(مرحومہ رضی اللہ عنہا) وہاں سو رہی ہیں اور ان کے ساتھ ایک بچہ سو رہا

میں نے امّ طاہر (مرحومہ رضی اللہ عنہا) کو جگانا شروع کیا لیکن وہ میرے جگانے پر جلدی نہ اٹھیں۔ میں کہتا ہوں خطرہ ہے، اٹھواور بچہ کو لے لو مگر انہوں نے اٹھنے میں دیر کی تو میں نے وہ بچہ اٹھالیا۔ اس وقت وہ بچہ لڑکا بن گیا۔۔۔ بہر حال میں نے بچہ کو اٹھالیا اور میں نے کہا کہ میں بچہ لے کر چلتا ہوں تم جلدی جلدی میرے پیچھے آؤ۔ وہاں ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے مٹی ڈال کر کسی اونچہ جگہ پر رستہ بنا دیا جاتا ہے جیسے پہاڑوں پر مکان ہوتے ہیں اور ایک منزل نیچے اور ایک اوپر ہوتی ہے اور اوپر کی منزل کے ساتھ بھی گو وہ اونچی ہوتی ہے پہاڑ پر رستہ مل جاتا ہے۔ اسی طرح اس مکان کی بھی دوسری یا تیسری منزل ہے اور وہاں سے بھی ایک سڑک نیچے کی طرف جاتی ہے اس پر میں تیز تیز چلتا ہوں اور پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتا جاتا ہوں اور امّ طاہر (مرحومہ رضی اللہ عنہا) کو اشارہ کرتا چلا جاتا ہوں کہ جلدی جلدی چلو۔ دور جانے کے بعد میں نے دیکھا کہ کچھ جھونپڑیاں ہیں جن کی پھونس کی دیواریں اور پھونس کی چھتیں ہیں اور وہاں ایک کٹہرے کے ساتھ جو سڑک پر بنا ہوا ہے مجھے ایک عورت نظر آئی۔ میں نے اسے کہا کہ کیا یہاں کوئی ٹھہرنے کی جگہ مل سکتی ہے؟ اس نے کہا ہاں مل سکتی ہے۔ اتنے میں امّ طاہر (مرحومہ رضی اللہ عنہا) بھی قریب آ گئیں اور میں نے اس عورت سے کہا کہ بتاؤ کونسی جگہ ہے۔ وہ ہمیں گاؤں میں لے گئی جیسے گاؤں میں جگہیں ہوتی ہیں، کہیں اُپلے پڑے ہیں اور کہیں کوڑا کرکٹ پڑا ہے۔ ایسی جگہوں سے چلتے چلتے ایک چھوٹی سی پھونس کی دیواروں والی جھونپڑی آئی وہ ہمیں وہاں لے گئی۔ کچھ لوگ وہاں جمع ہو گئے۔ میں نے ان سے حالات پوچھنے شروع کئے۔ حالات پوچھتے ہوئے مذہب کی باتیں شروع ہو گئی ہیں۔ اس وقت میں ان سے دریافت کرتا ہوں کہ تمہارا مذہب کے ساتھ کیا (تعلق) ہے تو ان میں سے ایک مرد پہلے تو ہچکچاتا ہے اس کے بعد اس نے کہا ہم ایک نئے مذہب کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ میں نے کہا وہ کونسا فرقہ ہے تو پھر وہ ایسے رنگ میں جیسے کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے کہ مخاطب اس کے متعلق نہیں جانتا اس لئے وہ سمجھتا ہے کہ اس کو بتانا فضول ہے۔ کہتا ہے کہ ہندوستان کا ایک فرقہ ہے۔ میں نے کہا کہ ہندوستان کا کونسا فرقہ ہے؟ تو اس نے بتایا کہ ہندوستان میں ایک شخص نے مسیح موعودؑ ہونے کا دعویٰ کیا ہے ہم اس کے مرید ہیں۔ پھر وہ کچھ خلافت کا بھی ذکر کرتا ہے کہ وہاں ہمارا خلیفہ ہے۔ مجھے اس پر خواب میں خوشی ہوتی ہے اور میں اسے بتانا چاہتا ہوں کہ جس کے متعلق تم کہتے ہو وہ خلیفہ مَیں ہی ہوں۔ وہ میری بات فوراً سمجھ کر اشارہ کرتا ہے کہ بولیں نہیں اور اس کے بعد اس نے الگ یا کان میں مجھے بتایا کہ ہم چند لوگ احمدی ہیں اور باقی لوگ دہریہ ہیں۔ میں پوچھتا ہوں یہ کونسا علاقہ ہے تو وہ کہتا ہے کہ روس کا علاقہ ہے اور کہتا ہے کہ میں مناسب نہیں سمجھتا کہ ان لوگوں کو آپ کا پتہ لگ جائے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

یہ رؤیا بھی اس امر کی خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو روس میں احمدیت کی تبلیغ کے ذرائع کھول دے۔ ممکن ہے ترکی کے علاقے کی طرف یا ایران کے علاقہ کی طرف سے اللہ تعالیٰ روس میں تبلیغ اسلام کا رستہ کھول دے۔''

(رؤیا وکشوف سیدنا محمود 1898تا1960، مطبوعہ فضل عمر فاؤنڈیشن صفحہ 266تا268)

اب یہ عجیب اتفاق ہے کہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چوتھے خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمدؒ کے مسندِ خلافت پر متمکن ہوتے ہی اس رؤیا میں دکھائے جانے والے تصویری مناظر کی عملی تعبیر ظاہر ہونی شروع ہوگئی۔ یعنی آپ کے دورِ خلافت کے پہلے دو سالوں کے اندر اندر ہی ایک طرف پاکستان میں، جہاں جماعت احمدیہ عالمگیر کا مسند خلافت ہے۔ حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ آپ کو جنرل ضیاء الحق کی فوجی حکومت کے شر سے بچنے کے لئے پاکستان چھوڑ کر انگلستان میں پناہ لینی پڑی۔ دوسری جانب اس کے صرف پانچ سال بعد ایک ایسا عالمی واقعہ رونما ہوا (یعنی سوویت یونین کے ٹوٹنے کا) جس کے نتیجے میں وہ تمام ممالک جو دنیا کی اس دوسری بڑی طاقت کے آہنی پنجہ میں گرفتار تھے، یکلخت آزاد ہو گئے اور ان میں اسلام کی تبلیغ کی راہیں کھل گئیں اور اس طرح پر جہاں ان آزاد ہونے والے روسی ممالک کے اندر جماعت احمدیہ کے لئے تبلیغ کے راستے پیدا ہو گئے، وہاں ان علاقوں سے مختلف طبقہ ہائے خیال اور مختلف مکاتبِ فکر کے لوگ باہر نکل کر خود احمدیت کے بارے میں معلومات حاصل کرنے لگے۔ انہی دانشوران قوم میں سے انگلستان میں آنے والے ایک روسی وفد کا سربراہ بھی ہے جو اپنے ملک کا کلچرل اتاشی تھا اور جو اس سے قبل جماعت کا لٹریچر پڑھ چکا تھا۔ اس کے بارہ میں خود حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر ذکر بھی کیا کہ جب وہ آپ سے ملا تو اس نے یہاں تک کہہ دیا کہ:

''میں آپ کو بتا رہا ہوں اور میں اس بات کا مجاز ہوں کہ میں اپنے ملک کے دروازے آپ پر کھولتا ہوں۔ یہ ایسا عظیم الشان لٹریچر ہے کہ اسے جلد لے کر ہمارے ملک میں پہنچیں۔ ہمارے ملک کے لوگ بھی اور غیر بھی اس کے منتظر ہیں''۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ، حضرت مصلح موعودؓ کی مذکورہ بالا رؤیا کی تعبیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ رؤیا بعینہٖ میری ذات میں پوری ہوئی ہے کیونکہ 'فوج کے گھیرے' کا مطلب ہے مارشل لاء کے دوران حالات کا خطرناک ہونا۔ اور حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ میرے سوا آپ کا کوئی اور بیٹا نہیں جو وہاں سے ہجرت کرتا۔ تو مصلح موعودؓ تو تمثیلاً دکھائے گئے ہیں لیکن اصل میں میری ہجرت مراد تھی اور بعینہٖ انہی حالات میں کہ فوج کا گھیرا ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ خطرناک حالات میں مجھے نکل جانا چاہیئے اور پھر یہاں انگلستان آنے کے بعد وہ حالات پیدا ہوئے جبکہ ہمارے روس سے روابط ہوئے۔ اس سے پہلے ہم ان روابط کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔''

اور رؤیا میں آپ کے بچہ کی صورت میں ہونے اور حضرت مصلح موعودؓ کی گود میں ہونے کی آپ نے یہ تعبیر فرمائی:

''حضرت مصلح موعودؓ کی گود میں جو بچہ ہے وہ مَیں تھا اور چھوٹا بچہ اس لئے دکھایا گیا کہ ابھی کچھ وقت لگنا تھا جب خدا تعالیٰ مجھے تربیت دے کر ایسی جگہ کھڑا کرتا کہ جن حالات میں مجھے پاکستان سے ہجرت کرنی پڑی۔ ان حالات میں ہجرت کرتا اور پھر جا کر روس سے میرا رابطہ ہوتا۔ حضرت مصلح موعودؓ کی گود میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی حمایت میں، آپ کی نیک تمناؤں کے مطابق، آپکی دعاؤں کے نتیجہ میں، ان وعدوں کے نتیجہ میں جو آپ کی ذات سے وابستہ تھے، اللہ تعالیٰ آپ کے کسی بیٹے کو یہ توفیق دے گا کہ وہ روس میں تبلیغ حق کرے گا اور روسی احمدیوں سے اس کے روابط ہوں گے۔''

(خطاب فرمودہ 6/جولائی 1991 بمقام کینیڈا)

روسی اقوام کے اسلام سے وابستہ ہوجانے کی پیشگوئی نامکمل رہے گی اگر یہ نہ بتایا جائے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس چوتھے خلیفہ نے اس قوم کے عظیم مستقبل کے بارے میں کیا کیا خوشخبریاں بہم پہنچائیں اور دعاؤں سے اور دیگر عملی اقدامات سے کس کس طرح ان اقوام کی خدمت کرنے کی تلقین فرمائی۔ چنانچہ اس سلسلے میں آپ کے دئے ہوئے خطبات سے بعض اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں تا کہ معلوم ہو کہ اسلام کی نمائندگی کرنے والی اس واحد عالمی جماعت پر اس سلسلے میں کافی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ سب سے پہلے تو رُوس کی اقتصادی کمزور حالت کے پیش نظر آپ نے جماعت کو عمومی رنگ میں جو نصیحت فرمائی وہ یہ تھی کہ فرمایا:

''روس اس وقت خطرناک اقتصادی بدحالی کا شکار ہے اور باہر کی دنیا سے جو تاجر جارہے ہیں، وہ اکثر لُوٹنے کی نیت سے جارہے ہیں۔ میں احمدی تاجروں کو یا واقفین عارضی کو جو تاجر نہ ہوں، دعوت دیتا ہوں کہ اگر وہ وہاں جا کر کچھ تجارتی رابطے قائم کر سکتے ہوں تو اس کے کئی فوائد ہیں۔ ایک تو یہ کہ جو سفر خالصۃً دین کے لئے اختیار کیا گیا ہو، اگر اس کے نتیجہ میں دنیا بھی حاصل ہو جائے جو پھر دین کی خدمت میں استعمال ہو تو اس سے اچھا سودا اَور کیا ہو سکتا ہے۔ اور وہاں اس کے بہت مواقع ہیں۔''

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل، 28جولائی 1992)

پھر ایک اور موقع پر ان کی اخلاقی میدان میں مدد کرنے کی غرض سے فرمایا:

''USSR کی ریاستوں میں بڑی تیزی سے جماعت کی طرف مدد کا ہاتھ پھیلانے کی طرف توجہ ہو رہی ہے۔ وہ اخلاقی قدروں میں بھی مدد مانگ رہے ہیں کہ ہمارے ملک میں آ کر ہماری اخلاقی قدروں کی تعمیر میں ہماری مدد کرو۔ علمی میدانوں میں بھی ہم سے مدد مانگ رہے ہیں اور انہیں ہم پر اعتماد ہے۔۔۔ اور باوجود اس کے کہ مغربی قومیں ان کو اقتصادی ماہرین مہیا کر رہی ہیں لیکن ان کو (ان پر) اعتماد نہیں ہے۔۔۔ پس۔۔۔ خدا کی خاطر اپنے آپ کو اور اپنے وجود کو اور اپنے خاندانوں کو ان نیک کاموں میں جھونک دیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ پیشگوئی ہماری آنکھوں کے سامنے پوری ہو کہ خدا نے آپ سے وعدہ فرمایا کہ آپ کی جماعت روس کے علاقوں میں ریت کے ذرّوں کی طرح پھیل جائے گی۔ اس کو دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ یہ خدا کی تقدیریں ہیں۔ کوئی انسانی تدبیر خدا کی تدبیر کو نہیں بدل سکتی۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ بمقام، لندن 2/اکتوبر 1992)

پھر رُوسی اقوام کے دوبارہ قوت پکڑنے اور ایک بہت بڑی طاقت بن جانے کی صلاحیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

''جب رُوس ہم کہتے ہیں تو ہماری مراد USSR کی تمام مشترکہ ریاستیں ہیں یعنی وہ علاقہ جس میں یہ ریاستیں شامل تھیں یا کچھ ان میں سے کٹ چکی ہیں لیکن رُوس سے وابستہ تھیں۔ اَور بہت سی دوسری قوموں میں بھی USSR کو رُوس کے نام سے جانا جاتا ہے۔ تو رُوس کے متعلق میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ خیال دل سے مٹا دیں کہ یہ کمزور ہو گیا اور ٹوٹ گیا۔ یہ دوبارہ ضرور اُبھرے گا۔ رُوس کے اندر وہ طاقت کی اکائیاں موجود ہیں جن میں دہائیاں بننے کی صلاحیت موجود ہے۔۔۔ رُوس نے

لازماً ایک بڑی طاقت بن کر ابھرنا ہے۔۔۔(لہذا)۔۔۔دعائیں کریں کہ پھر خدا رُوس کو ایک عظیم طاقت بنادے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ بمقام لندن، 15/ جنوری 1993)

اور آخر پر جماعت کو رُوسی اقوام کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:
''اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ رُوس کی سرزمین احمدیت کو قبول کرنے کے لئے ذہنی اور قلبی اور روحانی لحاظ سے بہت تیزی کے ساتھ تیار ہورہی ہے۔پس دعاؤں میں اس سرزمین کو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے ان خدمتوں کی جو بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوں اور ان فضلوں کو نازل ہوتا ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں جو مقدر تو ہیں مگر ہماری تمنا یہ ہے کہ ہمارے دَور میں وہ فضل اُتریں اور ہم اپنی آنکھوں سے ان کو پورا ہوتے دیکھیں۔''

(اختتامی خطاب بر موقع سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ، جرمنی، 20/ مئی 1993)

(الفضل انٹرنیشنل 14 تا 20/ جنوری 2005)

(نوٹ: اس مضمون کا باقی حصہ انشاء اللہ العزیز آئندہ شمارے میں پیش کیا جائے گا۔)

ایک ضروری گذارش

''النور'' کا ادارہ تحریر قلمی تعاون کرنے والے تمام حضرات و خواتین کا ان کے رشحاتِ قلم کے لئے شکر گزار ہے۔ہم سب کی یہ دلی تمنا ہے کہ اس جماعتی آرگن کا معنوی اور صوری معیار مزید بہتر کریں۔ایک بات ادارہ تحریر کے نوٹس میں آئی ہے کہ بعض اصحاب و خواتین اپنے مضامین اور منظومات بیک وقت کئی اخبارات و جرائد کو اشاعت کے لئے بھجوا دیتے ہیں۔گذارش ہے کہ جو مضمون، مقالہ یا منظوم کلام رسالہ النور کو بھجوایا جائے وہ صرف اسی جریدہ کے لئے مخصوص ہونا چاہیئے۔ان کی نقول دوسرے رسائل کو اشاعت کی غرض سے نہ بھجوائی جائیں۔ہماری خواہش ہے کہ ایسی تمام اچھی تحریریں ''النور'' کے حوالے سے دیگر اخبارات و جرائد میں شائع ہو کر اس رسالہ کی نیک نامی کا باعث بنیں۔جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

ہم ابراہیمی نظاروں کو زندہ کردیں گے

فلاح الدین شمس

پُلِ صراط کی تنگی نہیں ہے حائلِ راہ
تھامے ہاتھ شہِ دو جہاں کا گزریں گے

ہمارے دل میں ہے اُس نُور کی شمع روشن
خدا کے سامنے تسکینِ دل سے گزریں گے

صحابہؓ جن پہ خدا کی رضا ہوئی ظاہر
اُنہی کی راہ سے احمد کے یار گزریں گے

اُسی محمدیؐ مشعل کو ہاتھ میں لے کر
ہر ایک کوہ و سمندر کے پار گزریں گے

صلیبِ عیسیٰؑ پہ ہیں جن کی گردنیں اونچی
رہِ حرم سے وہ سر کو جھکائے گزریں گے

مسیحی کشتی میں نہ لی پناہ تو اہلِ زمیں
''تمہاری آنکھوں سے نوح کے زمانے گزریں گے''

پیام دینا صبا ''اے محمدؐ عربی
تیرے لئے تو ہر اک امتحاں سے گزریں گے''

ہم ابراہیمی نظاروں کو زندہ کردیں گے
بھڑکتی آگ سے دیوانہ وار گزریں گے

مقامِ شکوہ نہیں ہے وفا کے رستے میں
ہر ابتلاء سے بخوش، باوقار گزریں گے

عدُو کو شک ہے مگر شمس اُس کے چہرے پر
مایوسیوں کے نشاں دیکھ کر ہی گزریں گے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزہ زندگی کے چند ایمان افروز واقعات وارشادات

ہمارا خدا حیّ و قیوم زندہ خدا ہے:

پیر سراج الحق نعمانیؓ لکھتے ہیں:

''ایک صوفی سجادہ نشین نے مجھے خط لکھا کہ مجھے کشف میں بڑا تجربہ ہے۔ اگر مرزا صاحب کو یہ طاقت ہے کہ وہ اہل قبور سے باتیں کرا سکیں تو وہ جس قبر کو میں کہوں اس سے باتیں کر کے اس کا حال دریافت کریں اور بتادیں ورنہ میں بتلادونگا۔ میں نے حضرت اقدسؑ سے عرض کیا اور وہ خط دکھا دیا۔ آپ اس خط کو ہاتھ میں لیکر بہت ہنسے اور فرمایا

''جو حیّ و قیوم خدا سے روز باتیں کرتا ہے اسکو مُردوں سے باتیں کرنے کی کیا غرض ہے یا یہ فرمایا کہ کیا مطلب ہے مُردوں سے مُردے باتیں کریں اور زندوں سے زندہ، ہم زندہ ہیں۔ ہمارا مذہب اسلام زندہ ہے ہمارا خدا حیّ و قیوم زندہ خدا ہے۔''

(تذکرۃ المہدی صفحہ 38-39)

آنحضرت ﷺ کی زیارت:

آپؑ فرماتے ہیں:

''اوائل جوانی میں ایک رات میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں اک عالی شان مکان میں ہوں جو نہایت پاک اور صاف ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور چرچا ہو رہا ہے۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ حضور کہاں تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے ایک کمرہ کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ میں دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر اس کے اندر چلا گیا اور جب میں حضورؐ کی خدمت میں پہنچا تو حضورؐ بہت خوش ہوئے اور آپ نے مجھے بہتر طور پر میرے سلام کا جواب دیا۔ آپ کا حسن و جمال اور ملاحت اور آپ کی محبت نے مجھے فریفتہ کر دیا اور آپ کے حسین و جمیل چہرہ نے مجھے اپنا گرویدہ بنالیا۔ اس وقت آپ نے مجھے فرمایا اے احمد! تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا چیز ہے؟ جب میں نے اپنے دائیں ہاتھ کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے اور وہ مجھے اپنی ہی ایک تصنیف معلوم ہوئی۔ میں نے عرض کیا حضور یہ میری ایک تصنیف ہے۔۔۔ آنحضرت ﷺ نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے؟ خاکسار نے عرض کیا اس کتاب کا نام میں نے قطبی رکھا ہے۔۔۔ غرض آنحضرت ﷺ نے وہ کتاب مجھ سے لے لی اور جب وہ کتاب حضرت اقدس کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا ہاتھ مبارک لگتے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی جو امرود سے مشابہ تھا مگر بقدر تربوز تھا۔۔۔''

(ترجمہ از عربی عبارت آئینہ کمالات اسلام ص548-549)

رسول اللہ ﷺ کے سلام کا مطلب:

حضرت اقدسؑ نے فرمایا:

''حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مسیح موعود کو السلام علیکم کہا ہے اس میں ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی کہ باوجود لوگوں کی سخت مخالفتوں کے اور ان کے طرح طرح کے بد اور جانستاں منصوبوں کے وہ سلامتی میں رہے گا۔ اور کامیاب ہوگا۔ ہم کبھی اس بات پر یقین اور اعتقاد نہیں کر سکتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معمولی طور سے سلام فرمایا۔ آنحضرتؐ کے لفظ لفظ میں معارف اور اسرار ہیں۔''

(ذکرِ حبیب صفحہ 262)

رقت:

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ:

''میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صرف ایک دفعہ روتے دیکھا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ ایک دفعہ آپ اپنے خدام کے ساتھ سیر کے لئے تشریف لے جا رہے تھے اور ان دنوں میں حاجی حبیب الرحمٰن صاحب حاجی پورہ والوں کے داماد قادیان آئے ہوئے تھے۔ کسی شخص نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ حضور یہ قرآن شریف بہت اچھا پڑھتے ہیں۔ حضرت صاحب وہیں راستے کے ایک طرف بیٹھ گئے اور فرمایا کہ ''کچھ قرآن شریف پڑھ کر سنائیں۔''

چنانچہ اُنہوں نے قرآن شریف پڑھ کر سنایا۔ تو اس وقت میں نے دیکھا کہ آپؑ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بہت کم روتے

تھے۔ اور آپؑ کو اپنے آپ پر بہت ضبط حاصل تھا۔ اور جب کبھی آپ روتے بھی تھے تو صرف ایک حد تک روتے تھے کہ آپ کی آنکھیں ڈبڈبا آتی تھیں۔۔۔''

(ذکرِ حبیب صفحہ324)

خطرناک بیماری سے معجزانہ نجات:

1880 میں آپؑ پر قولنج کا حملہ ہوا۔ بار بار حاجت کے ساتھ خون آتا تھا۔ آپؑ کے گھر والوں کو یقین ہو گیا تھا کہ آپؑ اس بیماری سے شفا نہیں پائیں گے اس لئے تین بار آپؑ کو سورۃ یٰسین بھی سنا چکے تھے۔ اس وقت آپ کو الہاماً ایک دعا سکھائی گئی

''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ.

اور ساتھ ہی اس دعا کا طریق آپ کے دل میں ڈالا گیا۔ آپؑ فرماتے ہیں:

''جلدی سے دریا کا پانی معہ ریت منگوایا گیا اور میں نے اسی طرح عمل کرنا شروع کیا جیسا کہ مجھے تعلیم دی (گئی) تھی اور اس وقت یہ حالت تھی کہ میرے ایک ایک بال میں سے آگ نکلتی تھی اور تمام بدن میں خطرناک جلن تھی اور بے اختیار طبیعت اس بات کی طرف مائل تھی کہ اگر موت بھی ہو تو بہتر۔ تا اس حالت سے نجات ہو مگر جب وہ عمل شروع کیا تو مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہر یک دفعہ ان کلماتِ طیّبات کے پڑھنے اور پانی کو بدن پر پھیرنے سے میں محسوس کرتا تھا کہ وہ آگ اندر سے نکلتی جاتی ہے اور بجائے اس کے ٹھنڈک اور آرام پیدا ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ابھی پیالہ کا پانی ختم نہ ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ بیماری بکلی مجھے چھوڑ گئی ہے اور میں سولہ دن کے بعد رات کو تندرستی سے سویا۔ جب صبح ہوئی تو مجھے یہ الہام ہوا۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِشِفَآءٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ.

یعنی اگر تمہیں اس نشان میں شک ہو جو شفا دے کر ہم نے دکھلایا تو تم اس کی نظیر کوئی اور شفا پیش کرو۔''

(تریاق القلوب صفحہ37-38)

روحانی انقلاب کی رات:

ایک رات آپ کو خواب میں بتایا گیا کہ حضرت مولوی عبداللہ غزنوی کا زمانہ وفات قریب ہے۔ آنکھ کھلنے پر آپؑ نے محسوس کیا کہ ایک آسمانی کشش آپؑ کے اندر کام کر رہی ہے۔ اس کے بعد آپ پر الہامِ الٰہی کے نزول کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

آپؑ ایک رات میں اس روحانی انقلاب کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''وہی ایک رات تھی جس میں اللہ تعالیٰ نے بتمام و کمال میری اصلاح کر دی اور مجھ میں ایسی تبدیلی واقع ہو گئی جو انسان کے ہاتھ سے یا انسان کے ارادے سے نہیں ہو سکتی تھی۔''

(نزول المسیح صفحہ237)

براہینِ احمدیہ کی تصنیف:

آپؑ کی اعلیٰ پایہ کی ایک کتاب ''براہین احمدیہ'' کے بارے میں مولوی عبداللہ العمادی ایڈیٹر اخبار وکیل نے 30 مئی 1908 کو یہ رائے دی کہ:

''غیر مذاہب کی تردید میں اور اسلام کی حمایت میں جو نادر کتابیں اُنہوں نے تصنیف کی تھیں انکے مطالعہ سے جو وجد پیدا ہوا وہ اب تک نہیں اُترا ہے۔ ان کی کتاب براہین احمدیہ نے غیر مسلموں کو مرعوب کر دیا اور اسلامیوں کے دل بڑھا دیئے اور مذہب کی پیاری تصویر کو اُن آلائشوں اور گرد و غبار سے صاف کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا جو مجاہیل کی توہم پرستیوں اور فطری کمزوریوں نے چڑھا دیئے تھے۔ غرضیکہ اس تصنیف نے کم از کم ہندوستان کی حد میں دنیا میں ایک گونج پیدا کر دی جس کی صدائے بازگشت ہمارے کانوں میں اب تک آرہی ہے۔''

(اخبار الوکیل امرتسر30/ مئی1908)

خدائی تلوار والا الہام:

2/ ستمبر 1901 میں فرمایا:

''آج ہم نے رؤیا میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا دربار ہے اور ایک مجمع ہے اور اس میں تلواروں کا ذکر ہو رہا ہے۔ تو میں نے اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے کہا کہ سب سے بہتر تلوار وہ تلوار ہے جو تیری تلوار میرے پاس ہے۔ اس کے بعد ہماری آنکھ کھل گئی اور پھر ہم نہیں سوئے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ جب مبشر خواب دیکھو تو اس کے بعد جہاں تک ہو سکے، نہیں سونا چاہیئے۔ اور تلوار سے مراد یہی حربہ ہے جو کہ ہم اس وقت اپنے مخالفوں پر چلا رہے ہیں۔ جو آسمانی حربہ ہے۔''

(ذکرِ حبیب صفحہ284)

سرکاری ملازمت سے لاتعلقی کا اظہار:

جب آپؑ کی تعلیم مکمل ہوئی تو آپ کے والد صاحب کو آپ کی ملازمت کی فکر ہوئی۔ ایک دفعہ آپ کے پاس ایک انگریز افسر آیا جو بآسانی آپؑ کو کسی اچھی ملازمت پر رکھوا سکتا تھا۔ آپؑ کے والد صاحب نے ایک سکھ جھنڈا سنگھ کو کہا کہ غلام احمد کو بلا لاؤ تا کہ وہ اس افسر سے ملے۔ جب جھنڈا سنگھ یہ پیغام لے کر آپؑ کے پاس پہنچا تو

آپؑ اپنے اردگرد کتابوں کا ڈھیر لگائے مطالعہ میں مصروف تھے۔اس کا بیان ہے کہ:

''میں مرزا صاحب کے پاس گیا تو دیکھا کہ چاروں طرف کتابوں کا ڈھیر لگا کر اس کے اندر بیٹھے ہوئے کچھ مطالعہ کر رہے ہیں میں نے بڑے مرزا صاحب کا پیغام پہنچادیا۔مرزا صاحب آئے اور جواب دیا:''میں نے تو جہاں نوکر ہونا تھا ہو چکا ہوں'' بڑے مرزا صاحب کہنے لگے کہ''کیا واقعی نوکر ہو گئے ہو؟''مرزا صاحب نے کہا''ہاں ہو گیا ہوں''اس پر بڑے مرزا صاحب نے کہا''اچھا اگر نوکر ہو گئے ہو تو خیر ہے''۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ48)

پانچ ہزار دعائیں قبول:

''جس قدر دُعائیں ہماری قبول ہو چکی ہیں وہ پانچ ہزار سے کسی صورت میں کم نہیں ہیں۔''

فلسفی اور نبی میں فرق:

''فلسفی میں اور نبی میں یہ فرق ہے کہ فلسفی کہتا ہے، کہ خدا ہونا چاہیئے۔ نبی کہتا ہے، خُدا ہے۔فلسفی کہتا ہے کہ دلائل ایسے موجود ہیں۔کہ خدا کا وجود ضرور ہونا چاہیئے۔ نبی کہتا ہے کہ میں نے خود خدا سے کلام کیا ہے۔اور مجھے اس نے بھیجا ہے اور میں اس کی طرف سے اس کو دیکھ کر آیا ہوں۔''

(ذکرِ حبیب صفحہ284-285)

دوسری جماعت:

فرمایا:''مسجد میں جب ایک جماعت ہو چکے تو حسب ضرورت دوسری جماعت بھی جائز ہے۔'' (ذکرِ حبیب صفحہ83)

وظیفئہ استغفار:

ایک شخص نے پوچھا کہ میں کیا وظیفہ پڑھا کروں؟ فرمایا:

''استغفار بہت پڑھا کرو۔انسان کی دو ہی حالتیں ہیں یا تو وہ گناہ ہی نہ کرے۔اور یا اللہ تعالیٰ اس کو گناہ کے بدانجام سے بچالے۔سو استغفار پڑھنے کے وقت دونوں معنوں کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ سے گذشتہ گناہوں کی پردہ پوشی چاہے۔اور دوسرا یہ کہ خدا سے توفیق چاہے کہ آئندہ گناہوں سے بچالے۔مگر استغفار صرف زبان سے پورا نہیں ہوتا بلکہ دل سے چاہیئے۔نماز میں اپنی زبان میں بھی دُعا مانگو یہ ضروری ہے۔'' (ذکرِ حبیب صفحہ 272)

دل کی مثال:

فرمایا:''دل کی مثال ایک بڑی نہر کی سی ہے۔جس میں سے اور چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں۔جن کو سُوا کہتے ہیں۔یا راجباہا کہتے ہیں۔دل کی نہر میں سے بھی چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں۔مثلاً زبان وغیرہ۔اگر چھوٹی نہر یعنی سُوئے کا پانی خراب اور گندہ اور میلا ہو تو قیاس کیا جاتا ہے کہ بڑی نہر کا پانی خراب ہے۔پس اگر کسی کو دیکھو کہ اس کی زبان یا دست و پا وغیرہ سے کوئی عضو ناپاک ہے تو سمجھو کہ اس کا دل بھی ایسا ہی ہے۔''

(ذکرِ حبیب صفحہ 272)

اذان کے وقت پڑھنا جائز:

ایک شخص اپنا مضمون''اشتہار دربارہ طاعون''سنا رہا تھا۔اذان ہونے لگی تو وہ چُپ ہو گیا۔فرمایا:''پڑھتے جاؤ،اذان کے وقت پڑھنا جائز ہے۔''

(ذکرِ حبیب صفحہ 296)

طوفانِ نوحؑ کی حقیقت:

فرمایا:''بائیبل اور سائنس کی آپس میں ایسی عداوت ہے جیسی کہ دو سوکنیں ہوتی ہیں۔بائیبل میں لکھا ہے کہ وہ طوفان ساری دنیا میں آیا اور کشتی تین سو ہاتھ لمبی اور پچاس ہاتھ چوڑی تھی۔اور اس میں حضرت نوحؑ نے ہر قسم کے پاک جانوروں میں سے سات جوڑے،اور ناپاک میں سے دو جوڑے ہر قسم کے کشتی میں چڑھائے۔ حالانکہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔اولؔ تو اللہ تعالیٰ نے کسی قوم پر عذاب نازل نہیں کیا جب تک رسول کے ذریعہ سے اس کو تبلیغ نہ کی ہو۔اور حضرت نوحؑ کی تبلیغ ساری دُنیا کی قوموں تک کہاں پہنچی تھی۔جو سب غرق ہو جاتے۔دومؔ اتنی چھوٹی سی کشتی میں جو صرف تین سو ہاتھ لمبی اور 50 ہاتھ چوڑی ہو ساری دنیا کے جانور بہائم چرند پرند سات سات جوڑے یا دو دو جوڑے کیونکر سما سکتے ہیں۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کتاب میں تحریف ہے۔اور اس میں بہت سی غلطیاں داخل ہو گئی ہیں۔تعجب ہے کہ بعض سادہ لوح علماء اسلام نے بھی ان باتوں کو اپنی کتابوں میں درج کر لیا ہے۔مگر قرآن شریف ہی ان بے معنی باتوں سے پاک ہے۔اس پر ایسے اعتراض وارد نہیں ہو سکتے۔اس میں نہ تو کسی کشتی کی لمبائی چوڑائی کا ذکر ہے اور نہ ساری دنیا پر طوفان آنے کا ذکر ہے۔بلکہ صرف الارض یعنی وہ زمین جس میں حضرت نوحؑ نے تبلیغ کی،صرف اس کا ذکر ہے۔لفظ ا ر ا ر ٹ جس پر کشتی ٹھہری اصل

ارا ریت ہے جس کے معنے ہیں پہاڑ کی چوٹی کو دیکھتا ہوں۔ ریت پہاڑ کی چوٹی کو کہتے ہیں۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے لفظ جـو دی رکھا ہے۔ جس کے معنے ہیں میرا جود و کرم۔ یعنی وہ کشتی میرے جود و کرم پر ٹھہری۔''

(ذکرِ حبیب صفحہ 273)

اس زمانہ کا فرعون او رابو جھل:

فرمایا: ''ابوجہل اُس اُمت کا فرعون تھا کیونکہ اُس نے بھی نبی کریمؐ کی چند دن پرورش کی تھی۔ جیسا کہ فرعونِ موسیٰؑ نے حضرت موسیٰؑ کی پرورش کی تھی۔ اور ایسا ہی مولوی محمد حسین صاحب نے ابتدا میں براہین احمدیہ پر ریویو لکھ کر ہمارے سلسلہ کی چند یوم پرورش کی۔''

(ذکرِ حبیب صفحہ 295)

درازیٔ عمر کا نسخه:

''اگر انسان چاہتا ہے کہ لمبی عمر پاوے تو اپنا کچھ وقت اخلاص کے ساتھ دین کے لئے وقف کرے۔ خُدا کے ساتھ معاملہ صاف ہونا چاہیئے۔ وہ دلوں کی نیت کو جانتا ہے۔ درازیٔ عمر کے واسطے یہ مفید ہے کہ انسان دین کا وفادار خادم بن کر کوئی نمایاں کام کرے۔ آج دین کو اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ کوئی اُس کا بنے اور اس کی خدمت کرے۔''

(ذکرِ حبیب صفحہ 117)

فراست:

فرمایا: ''فراست بھی ایک چیز ہے۔ جیسا کہ ایک یہودی نے دیکھتے ہی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہہ دیا کہ میں ان میں نبوت کے نشان پاتا ہوں اور ایسا ہی مباہلہ کے وقت عیسائی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہ آئے۔ کیونکہ اُن کے مشیر نے ان کو کہہ دیا تھا کہ میں ایسے مُنہ دیکھتا ہوں کہ اگر وہ پہاڑ کو کہیں گے کہ یہاں سے ٹل جا تو وہ ٹل جائیگا۔''

(صفحہ308)

مخدوم نے خدمت کا نمونہ دکھایا:

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ فرماتے ہیں کہ:

''مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ میں لاہور سے قادیان آیا ہوا تھا۔ غالباً 1897 یا 1898 کا واقعہ ہوگا مجھے حضرت صاحبؑ نے مسجد مبارک میں بٹھایا جو کہ اُس وقت ایک چھوٹی سی جگہ تھی۔ فرمایا۔ کہ آپ بیٹھیے میں آپ کے لئے کھانا لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپؑ اندر تشریف لے گئے۔ میرا خیال تھا کہ کسی خادم کے ہاتھ کھانا بھیج دیں گے۔ مگر چند منٹ کے بعد جبکہ کھڑکی کھلی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ اپنے ہاتھ سے سینی اٹھائے ہوئے میرے لئے کھانا لائے ہیں۔ مجھے دیکھ کر فرمایا کہ آپ کھانا کھایئے میں پانی لاتا ہوں۔ بے اختیار رقت سے میرے آنسو نکل آئے کہ جب حضرت ہمارے مقتداء، پیشوا ہو کر ہماری خدمت کرتے ہیں تو ہمیں آپس میں ایک دوسرے کی کس قدر خدمت کرنی چاہیئے۔''

(ذکرِ حبیب صفحہ 327)

انگریزی پڑھنے کا ثواب:

حضرت مفتی صادق صاحبؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت مسیح موعودؑ کے ایک اشتہار کا انگریزی ترجمہ لے کر آپؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپؑ کو وہ ترجمہ اردو ترجمہ کے ساتھ پڑھ کر سنایا۔ اس کے جواب میں آپؑ نے ان الفاظ میں خوشنودی کا اظہار فرمایا: ''آپ نے اس کام میں خوب ہمت کی اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ ہم نے انگریزی نہیں پڑھی کہ وہ آپ لوگوں کو ثواب میں شامل کرنا چاہتا ہے۔ انگریزی اگر ہم پڑھے ہوئے ہوتے تو اُردو کی طرح اس کے بھی دو چار صفحے ہر روز ہم لکھ دیا کرتے۔ مگر خدا نے چاہا کہ جیسے آپ ہیں اور مولوی محمد علی صاحب ہیں۔ آپ لوگوں کو بھی یہ ثواب دیا جائے۔''

اس پر مفتی صاحبؓ نے عرض کیا کہ یہ ہمت اور ثواب دراصل مولوی محمد علی صاحب کا ہی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

''عالمگیر کے زمانہ میں مسجد شاہی کو آگ لگ گئی تو لوگ دوڑے دوڑے بادشاہ سلامت کے پاس پہنچے اور عرض کی کہ مسجد کو تو آگ لگ گئی۔ اس خبر کو سن کر وہ فوراً سجدہ میں گرا اور شکر کیا۔ حاشیہ نشینوں نے تعجب سے پوچھا کہ حضور سلامت یہ کونسا وقت شکر گذاری کا ہے کہ خانہ خدا کو آگ لگ گئی ہے اور مسلمانوں کے دلوں کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔ تو بادشاہ نے کہا کہ میں مدت سے سوچتا تھا اور آہ سرد بھرتا تھا کہ اتنی بڑی عظیم الشان مسجد جو بنی ہے اور اس عمارت کے ذریعہ سے ہزار ہا مخلوقات کو فائدہ پہنچتا ہے۔ کاش کوئی ایسی تجویز ہوتی کہ اس کارِ خیر میں کوئی میرا بھی حصہ ہوتا۔ لیکن چاروں طرف سے میں اس کو ایسا مکمل اور بے نقص دیکھتا تھا کہ مجھے سُوجھ نہ سکتا کہ اس میں میرا ثواب کس طرح ہو جاوے۔ سو آج خدا نے میرے واسطے حصول ثواب کی ایک راہ نکال دی۔ واللہ سمیع العلیم۔''

(ذکرِ حبیب صفحہ 304)

❁ مرسلہ سیکرٹری اشاعت لجنہ آسٹن

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالاتِ زندگی

امتہ الرفیق

ابتدائے آفرینش سے اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور ماموروں کو عین ضرورت کے وقت مبعوث فرماتا ہے اور انہیں معزّز اور شریف خاندانوں میں پیدا کرتا ہے۔حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود (المہدیٔ معہود) 13/فروری 1835 کو قادیان میں پیدا ہوئے آپؑ نسل کے لحاظ سے ایرانی تھے آپؑ کو الہاماً بھی بتایا گیا کہ آپؑ فارسی النسل ہیں اور حدیث میں بھی اس کی گواہی ملتی ہے ۔آج سے 1425 سال قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ کے متعلق خبر دیتے ہوئے فرمایا:

لَوْکَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَا لَهٗ رَجُلٌ مِنْ اَبْنَـآ ءِ الْفَارِسِ.

(آخری زمانہ میں) اگر ایمان زمین سے اُٹھ کر ثریا پر جا پہنچے گا تو اللہ تعالیٰ کے اِذن (منشاء) سے اہل فارس میں سے ایک شخص دوبارہ اس ایمان کو زمین پر قائم کرے گا۔(بخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعة ومسلم)

چراغ بی بی صاحبہ کے بطن سے 5 بچے پیدا ہوئے (2 لڑکیاں 3 لڑکے)۔ سب سے بڑی آپؑ کی ہمشیرہ مراد بیگم صاحبہ تھیں پھر ان کے بھائی غلام قادر تھے ان سے چھوٹے ایک اور بھائی بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے ان کے بعد حضرت اقدسؑ پیدا ہوئے۔آپؑ کی پیدائش کی خاص بات یہ تھی کہ آپ حضرت مُحی الدین ابن عربی کی پیشگوئی کے مطابق توام پیدا ہوئے تھے۔آپ کے ساتھ پیدا ہونے والی بہن کا نام جنت بی بی تھا جو بہت جلد فوت ہو گئی تھیں۔اس واقعہ کی طرف اشارہ کر کے آپ بعض اوقات فرماتے تھے کہ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھ سے مادہ انثیت دور کر دیا۔ اور آپ کی پاکیزہ حیات کے واقعات کو دیکھتے ہوئے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی شخصیت اعلیٰ مردانہ صفات سے مزیّن تھی۔

آپؑ کی پیدائش کے وقت ہندوستان کی حالت:

آپؑ کی پیدائش سے تین برس قبل تیرھویں صدی کے مجدّد حضرت سیّد احمد بریلوی بالاکوٹ میں شہید ہو چکے تھے۔ ہندوستان میں انگریزوں کا زور تھا۔عیسائیت کا سیلاب پورے ہندوستان پر محیط ہو رہا تھا۔عیسائی اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے اعتراضات کر رہے تھے۔اِن اعتراضات کے ابطال کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنے مامور کو بھیجا اور وہ مامور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

بچپن:

آپ نے نہایت پاکیزہ بچپن گزارا۔آپ کے اس عمر کے ساتھی اور عزیز یہ گواہی دیتے ہیں کہ آپ بچپن سے ہی نہایت سنجیدہ، متین، اور گہری غور وفکر والی شخصیت کے مالک تھے۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ نے کبھی عملی طور پر کسی مفید سرگرمی میں حصہ نہیں لیا تھا۔ بلکہ آپ گھوڑ سواری، تیراکی اور ورزش جیسی مفید تفریحات میں دلچسپی رکھتے تھے مگر یہ دلچسپی اس حد تک کبھی نہیں بڑھی تھی کہ جس سے وقت ضائع ہو۔آپ کے لڑکپن کا ایک واقعہ ہے جو آپؑ نے خود بیان فرمایا کہ ایک دفعہ آپ گاؤں سے باہر ایک کنویں پر بیٹھے ہوئے تھے۔آپ کو گھر سے ایک شئے کی ضرورت محسوس ہوئی۔آپ نے ایک شخص کو جو آپ کے قریب ہی اپنی بکریاں چرا رہا تھا' کہا کہ مجھے فلاں چیز گھر سے لا دو اور میں تمہاری بکریاں چراتا ہوں۔وہ مان گیا اور آپ نے اس کی بکریاں چرائیں اس طرح آپ نے نبیوں کی وہ سنت پوری کر دی جس کے مطابق ہر نبی نے اپنے دور میں بکریاں چرائی ہیں۔اس زمانہ کے دستور کے مطابق آپ نے ابتدائی تعلیم تین اساتذہ سے گھر میں ہی حاصل کی۔ 7 سال کی عمر میں فضل الٰہی صاحب سے فارسی کی کتابیں پڑھیں۔10 سال کی عمر میں عربی کی تعلیم فضل احمد صاحب سے شروع کی۔17-18 سال کی عمر میں منطق' نحو اور حکمت کی تعلیم سیّد گل علی شاہ سے حاصل کی اور طبابت آپ نے اپنے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب سے سیکھی۔

شادی:

حضرت اقدسؑ کی پہلی شادی 15-16 برس کی عمر میں اپنے ماموں مرزا جمعیت بیگ صاحب کی بیٹی حرمت بی بی صاحبہ سے ہوئی۔ان کے بطن سے دو بیٹے مرزا سلطان احمد 1853 میں اور مرزا فضل احمد 1855 میں پیدا ہوئے۔

مطالعہ قرآن کریم اور دینی کتب:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام شروع سے ہی خلوت نشین تھے۔تنہائی میں بیٹھ کر مطالعہ کرنے سے بہت رغبت تھی۔آپ زیادہ تر قرآن مجید اور دینی کتب کا مطالعہ کرتے تھے اور عبادات میں وقت گزارتے تھے۔مولوی غلام رسول صاحب جو خود بھی ایک ولی اللہ تھے انہوں نے حضرت اقدسؑ کو جبکہ وہ ابھی لڑکپن کی عمر میں تھے' دیکھ کر ایک

مجلس میں کہا

''اگر اس زمانہ میں کوئی نبی ہوتا تو یہ لڑکا نبوت کے قابل ہے۔''

(تاریخِ احمدیّت جلد اوّل صفحہ53)

آپؑ کا قرآن کریم سے عشق اس قدر عروج پر تھا کہ اس کی تلاوت کے دوران آپؑ دنیا و مافیھا سے بے خبر ہو جاتے۔ آپؑ کے ایک رفیق کا بیان ہے کہ:

''میں نے ایک دفعہ آپ کو قادیان سے بٹالہ تک بیل گاڑی میں سفر کرتے دیکھا۔ آپ نے قادیان سے نکلتے ہی قرآن شریف کھول کر سامنے رکھ لیا اور بٹالہ پہنچنے تک جس بیل گاڑی کے ذریعہ کم و بیش پانچ گھنٹے لگے ہوں گے آپ نے قرآن شریف کا ورق نہیں الٹا اور انہی سات آیتوں کے مطالعہ میں پانچ گھنٹے خرچ کر دیئے۔''

ابتدائے جوانی میں حضور زیادہ تر قرآن کریم کا مطالعہ کرتے۔ حتیٰ کہ بعض دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ اس زمانے میں ہم نے آپ کو جب بھی دیکھا قرآن کریم کا مطالعہ کرتے دیکھا۔ آپ کو قرآن کریم سے بہت محبت تھی فضل دین صاحب فرماتے ہیں کہ ''مرزا صاحب قرآن کریم پڑھتے پڑھتے سجدہ میں گر جاتے اور لمبے لمبے سجدے کرتے اتنا روتے کہ زمین تر ہو جاتی۔'' قرآن کریم کے علاوہ دوسری دینی کتب مثلاً بخاری، مثنوی، دلائل الخیرات، تذکرۃ الاولیاء کا بھی مطالعہ فرماتے۔

(سلسلہ احمدیہ صفحہ12)

آپؑ کی خلوت نشینی کے بارہ میں ایک ہندو جاٹ کا بیان ہے کہ حضرت اقدس کے والد محترم کے دوست جب انہیں ملنے آتے تو پوچھتے کہ مرزا صاحب آپ کے بڑے بیٹے غلام قادر سے ملاقات ہو جاتی ہے لیکن آپ کے چھوٹے بیٹے غلام احمد کو کبھی نہیں دیکھا۔ آپ فرماتے میرا وہ بیٹا مسیتڑ ہے اکثر مسجد میں گوشہ نشین رہتا ہے اور دینی مزاج کا آدمی ہے۔

آپؑ کے ہم عمر ہندو کی گواہی ہے کہ ''۔۔۔مرزا صاحب کی جیسی عمدہ عادات اب ہیں ایسی نیک خصلتیں اور عادات پہلے تھیں اب بھی وہی ہیں: سچا، امانتدار اور نیک۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ پرمیشور مرزا صاحب کی شکل اختیار کر کے زمین پر اُتر آیا ہے اور پرمیشور اپنے جلوے دکھا رہا ہے۔'' (تذکرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ 34)

سادگی:

مرزا سلطان احمد حضورؑ کی سادگی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنی عمر ایک مغل کی طرح نہیں بلکہ ایک فقیر کی طرح گزاری۔ عنفوانِ شباب میں آپؑ کے نورانی چہرے کو دیکھ کر لوگوں کے دلوں پر اثر ہوتا تھا۔

سرکاری ملازمت:

آپ جب سرکاری ملازمت میں آئے تو آپ کی خداداد علمی قابلیت کا عوام پر ہی نہیں بلکہ حکومت کے افسروں پر بھی سکّہ بیٹھ گیا۔ آپ کی علمی شان اور محققانہ طبیعت کے چرچے ہونے لگے۔ ضلع سیالکوٹ کے دفاتر کا سپرنٹنڈنٹ پنڈت سہج رام ایک بدترین معاند اور کینہ پرور انسان تھا۔ سیاہ باطنی کی وجہ سے اسلام پر اعتراض کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتا۔ آپؑ اس کے اعتراضات کا عمدہ دلائل سے جواب دیتے۔ سہج رام کے بارے میں آپؑ نے کشف دیکھا۔ فرمایا: ''میں نے دیکھا سہج رام سیاہ کپڑے پہنے عاجزی کرنے والوں کی طرح میرے سامنے کھڑا ہے جیسا کہ کہتا ہو کہ مجھ پر رحم کرو میں نے کہا اب رحم کا وقت نہیں۔۔۔اس وقت خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ یہ شخص فوت ہو گیا ہے۔۔۔دوسرے یا تیسرے دن خبر آئی کہ وہ اسی گھڑی ناگہانی موت سے اس دنیا سے گزر گیا''۔

(تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ84)

آپؑ کے والد محترم کی خواہش تھی کہ آپؑ خاندانی جائیداد کے امور میں دلچسپی لیں مگر آپؑ کا میلان دنیاوی اُمور کی طرف نہ تھا۔ آپ کے والد ڈرتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُن کی وفات کے بعد آپ اپنے بھائی کے دست نگر ہو جائیں۔ اسلئے آپ کے والد صاحب نے آپ کو خاندانی جائیداد کے مقدمات کی پیروی میں لگا دیا۔ آپؑ نے اپنے والد صاحب کی اطاعت کی خاطر سیالکوٹ میں 4 سال 1864 تا 1868 ملازمت کی۔ اس ملازمت میں خدائی حکمت تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اہل دنیا کی اخلاقی کمزوریوں سے آگاہ کرنا چاہتا تھا اور یہ بھی حکمت تھی کہ آپ ایک شہری آبادی میں اقامت گزین ہوں جہاں مسلمان اور غیر مسلمان دونوں ہی آپ کے پاکیزہ اخلاق، ہمدردیٔ خلق اللہ، تعلق باللہ اور عاشق قرآن ہونے کے شاہد ہو جائیں۔ اور آپ کی صداقت پر زندہ گواہ ہوں۔ سیالکوٹ میں قیام کے دوران عیسائی پادریوں سے مذہبی مباحثوں کا موقع ملا۔

سیالکوٹ میں 4 سال قیام کے بعد آپ والد صاحب کے ارشاد پر قادیان چلے گئے۔ آپ کے والد نے آپ کو زمینداری کے مقدمات میں لگا دیا۔ اس دور میں بھی بعض آسمانی نشانات کا ظہور ہوا۔ مثلاً 1868 میں ایک مقدمہ کے متعلق بذریعہ خواب ڈگری ہونے کی خبر دی گئی۔ اسی طرح ایک اور مقدمہ میں دعا کے بعد حفیظ نامی لڑکا دکھایا گیا۔ چنانچہ وہ مقدمہ رفع دفع ہو گیا۔

جب آپؑ سیالکوٹ کی ملازمت چھوڑ کر قادیان آئے تو ریاست کپورتھلہ میں محکمہ

تعلیم میں افسری کی پیش کش ہوئی۔آپ نے اسے ردّ کر دیا اور والد صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ ”میں نوکری نہیں کرنا چاہتا۔دو جوڑے کھدر کے کپڑوں کے بنا دیا کریں اور روٹی جیسی بھی ہو بھیج دیا کریں“ یہ سُن کر آپ کے والد صاحب نے کہا ”سچی راہ تو یہی ہے جس پر یہ چل رہا ہے“(حیاۃ النبیؑ جلد اول صفحہ185)

حفاظت الٰہی کا معجزانہ واقعہ:

سیالکوٹ شہر کے محلّہ جھنڈانوالہ میں آپ بعض لوگوں کے ساتھ ایک چوبارے میں مقیم تھے۔رات کے وقت شہتیر سے ٹک ٹک کی آواز آئی۔آپ نے ساتھیوں کو جگا کر کہا کہ کمرے سے نکل جانا چاہیئے۔ساتھیوں نے کہا کوئی چوہا ہوگا اور پھر سوگئے۔شہتیر سے پھر ٹک ٹک کی آواز آئی۔آپ نے سب کو جگا کر باہر نکالا خود سب سے آخر میں باہر آئے۔ابھی زینے پر ہی تھے کہ شہتیر ٹوٹا۔چھت گری اور نچلی چھت کو بھی ساتھ لے گئی۔اسطرح حضورؑ کی برکت سے سب کی جانیں بچ گئیں۔یہ واقعہ تفصیل سے کتاب ”سیرۃ المہدی“ میں درج ہے۔

پاکیزہ شمائل:

منشی سراج الدین والد مولانا ظفر علی خان صاحب آپ کی مقدس جوانی کے بارے میں فرماتے ہیں:

”مرزا صاحب 1864 میں سیالکوٹ میں محرر تھے۔ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی تھے۔ملازمت کے بعد ان کا تمام وقت مطالعہ دینیات میں صرف ہوتا تھا۔“

حضرت مولانا سید میر حسن صاحب استاد اقبالؔ لکھتے ہیں کہ

”حضرت اپنے ہر قول و فعل میں دوسروں سے ممتاز ہیں۔“

بیان کرتے ہیں کہ کچہری سے جب تشریف لاتے تو قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف ہو جاتے، تلاوت کرتے تھے اور زار زار روتے تھے۔ایسی خشوع خضوع سے تلاوت کرتے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔

شاندار مستقبل کی عظیم الشان بشارت:

1869 کا واقعہ ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی دلّی سے تحصیل علم کے بعد واپس بٹالہ آئے۔حضرت اقدس ایک شخص کے اصرار پر تبادلہ خیالات کے لئے بٹالوی صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے۔حضرت اقدس نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ آپ کا دعویٰ کیا ہے؟ انہوں نے کہا میرا دعویٰ یہ ہے کہ قرآن کریم سب سے مقدم ہے۔اسکے بعد قول رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔کتاب اللہ اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل کسی انسان کی بات قابلِ حُجت نہیں آپؑ نے فرمایا آپ کا اعتقاد معقول اور نا قابلِ اعتراض ہے۔حضرت اقدسؑ کا یہ کہنا تھا کہ لوگوں نے شور مچا دیا ”ہار گئے ہار گئے“ آپ کوہ وقار بنے رہے پھر فرمایا ”کیا میں یہ کہہ دُوں کہ امت کے کسی فرد کا قول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر مقدم ہے؟“ چونکہ آپؑ نے یہ دست کشی صرف خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کی خاطر کی تھی جو دنیائے مناظرہ میں اپنی طرز کی پہلی مثال ہے۔اس پر خالق کائنات نے بھی عرش سے خوشنودی کا اظہار فرمایا اور الہاماً خبر دی ”تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا وہ تجھے برکت پر برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔“

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ521)

اس الہام کے بعد آپ کو کشفی رنگ میں وہ بادشاہ دکھائے گئے۔ان بادشاہوں میں ہندوستان، عرب، ایران، روم اور شام کے بادشاہ تھے۔(اس نظارے کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بتایا گیا کہ یہ لوگ تیری تصدیق کریں گے)۔

یہ اس زمانے کی بات ہے کہ جب کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود تحریر فرماتے ہیں کہ ان کو خواب میں ایک معمّر پاک صورت بزرگ دکھائی دیئے۔انہوں نے یہ ذکر کر کے کہ انوار سماوی کی پیشوائی کے لئے روزے رکھنا سنتِ خاندانِ نبوت ہے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ میں اس سنتِ اہل بیت رسالت کو بجا لاؤں۔اسی دوران آپ نے 6 ماہ تک مسلسل روزے رکھے۔اس مجاہدے کے نتیجہ میں انوار الٰہی کی بارش ہوئی آپ کو عالم روحانی کی سیر کرائی گئی۔خدا تعالیٰ کی تجلیات کے مختلف نظارے دکھائے گئے۔ایک مرتبہ عین بیداری میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں خدا تک پہنچے تھے آپ اس روحانی سیر میں اپنے آقا کی زیارت سے مشرّف ہو گئے۔

(کتاب البریہ)

والد محترم کی وفات:

اس سے قبل الہامات کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔جون 1876 کو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو آپ کے والد مرزا غلام مرتضٰی صاحب کی وفات کی قبل از وقت اطلاع دی۔الہام کے الفاظ یہ ہیں: وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ۔قسم ہے آسمان کی جو قضا و قدر کا منبع ہے اور قسم ہے اس حادثہ کی جو آج غروب آفتاب کے بعد نازل ہوگا۔اس الہام سے یہ

تفہیم ہوئی کہ آپ کے والد ماجد غروب آفتاب کے وقت رحلت کر جائیں گے۔ آپؑ کو بہت صدمہ ہوا اور خیال گزرا کہ اب گزارے کی صورت کیا ہوگی۔ اسی حال میں "اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ" کا الہام نازل ہوا۔ آپ نے اس الہام کو انگشتری کے نگینہ میں کندہ کروایا۔ اس الہام کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

"اس الہام نے عجیب سکینت اور اطمینان بخشا اور فولادی میخ کی طرح میرے دل میں دھنس گیا۔ پس مجھے اُس خدائے عزّوجل کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے اپنے مبشرانہ الہام کو ایسے طور پر مجھے سچا کر کے دکھلایا کہ میرے خیال وگمان میں بھی نہ تھا اور میرا وہ ایسا متکفل ہوا کہ کبھی کسی کا باپ ہرگز متکفل نہیں ہوگا۔ میرے پر اس کے متواتر احسان ہوئے کہ بالکل محال ہے کہ میں انہیں شمار کرسکوں"۔

(کتاب البرّیہ صفحات 162-163)

آپ کے والد صاحب کا خاص کارنامہ یہ تھا کہ انہوں نے قادیان میں بیت اقصیٰ تعمیر کروائی تھی۔ اسی میں ان کا مزار ہے۔

دعویٰ سے قبل اسلامی خدمات:

عیسائیوں، دہریوں، آریہ سماج، برہمو سماج نے اسلام کے خلاف اعتراضات کرنے کا لامتناہی سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ آپ نے اسلام کو ایسی نازک اور خطرہ کی حالت میں پاکر ان کے اعتراضات کا جواب اخبارات میں مضمون لکھ کر، اسلامی لٹریچر چھاپ کر اور مباحثوں کے ذریعہ دیا۔ آپ مسلسل قلمی جہاد کرتے رہے۔ آخر اسے کافی نہ پاکر آپ نے ایک فیصلہ کُن جنگ لڑنے کا فیصلہ کرلیا کہ تمام مذاہب باطلہ کی تردید اور اسلام پر ہر قسم کے اعتراضات کے جوابات نہایت معقول اور مدلّل طور پر دینے کے لئے یہ عزم فرمایا کہ ایک مبسوط کتاب لکھی جاوے۔ یہی "براہین احمدیہ" کی تالیف کی ابتدائی تحریک تھی۔

براھین احمدیہ کی تصنیف:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ وہ کتاب ہے جس میں اسلام، قرآن کریم، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں دلائل دیئے گئے ہیں۔ اس کی پانچ جلدیں ہیں۔ حضور نے اس مقصد کے لئے 300 دلائل جمع کئے۔ حضور نے تائیدی دلائل قرآن مجید سے اخذ کئے۔ حضور نے دوسرے مذاہب کے لوگوں کو چیلنج کیا کہ اپنی الہامی اور آسمانی کتابوں سے ان دلائل کا پانچواں حصہ بھی نکال کر دکھادیں تو انہیں 10,000 روپیہ انعام دیا جائے گا مگر کوئی مدّ مقابل نہ آیا۔ براہین احمدیہ کا حصّہ اوّل اور دوئم 1880 میں شائع ہوا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی جو اہل حدیث کا لیڈر تھا، بعد میں آپ کا مخالف بن گیا۔ براہین احمدیہ کی تصنیف پر بہت خوش ہوا اس نے اپنے اخبار "اشاعۃ السنۃ" میں اس کتاب پر ریویو لکھا کہ

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ زمانہ حالات کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔"

(حیاتِ مہدیؑ دوراں صفحہ 62)

ماموریت کا پہلا الہام:

براہین احمدیہ حصہ سوئم لکھنے کے دوران 1882 میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے معانقہ کیا پھر یہ کیفیت ایسی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپؑ سے الگ نہیں ہوئے۔ اس کے بعد الہامات کا سلسلہ تیزی سے شروع ہوگیا۔ اس دور میں ماموریت کا پہلا الہام ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس وقت یہی سمجھا کہ آپ فقط چودھویں صدی کے مجدّدِ وقت ہیں۔ تجدیدِ دین اور احیائے شریعت آپ کے سپرد کی گئی ہے۔ آپ نے کوئی باقاعدہ دعویٰ نہیں کیا۔ بعض عقیدت مند بیعت کے لئے عرض کرتے تو آپ یہی فرماتے کہ ابھی اذن الٰہی نہیں۔ آپ نے 1885 میں مجددیت کا اعلان کردیا۔ اور پھر 1889 میں بیعت قبول کرلی۔

پہلی بیعت:

پہلی بیعت 23/مارچ 1889 میں حضرت منشی صوفی احمد جان کے مکان پر لدھیانہ میں قبول کی۔ اس طرح جماعت احمدیہ کے قیام کی ابتداء ہوئی۔ احادیث میں ہے کہ دجّال "بابِ لُدّ" میں قتل کیا جائے گا۔ یہ "بابِ لُدّ" لُدھیانہ ہے۔ احمدیت کی روحانی برکت سے دجّالیت کے خاتمہ کی ابتداء ہوگئی۔

پہلے دن صرف 40 افراد نے بیعت کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہر ایک سے انفرادی بیعت لیتے تھے۔ پہلی بیعت حضرت مولانا نورالدین صاحب بھیرویؓ نے کی۔ مستورات میں پہلی بیعت ان کی اہلیہ حضرت صغریٰ بی بی صاحبہؓ نے کی۔

(تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 200)

شرائط بیعت حضرت مسیح موعودؑ نے 12/جنوری 1889 کے اشتہار "تکمیلِ تبلیغ" میں شائع کیں۔ شرائط بیعت تعداد میں 10 ہیں۔

دوسری شادی:

دوسری شادی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو 1881 سے الہامات ہو رہے

تھے مثلاً اِنَّانُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَسِیْنٍ. یعنی ہم آپ کو ایک حسین لڑکا عطا کرنے کی خوشخبری دیتے ہیں۔

آپ کی دوسری شادی حضرت سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ سے ہوئی جو دہلی کے سادات خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔اللہ تعالیٰ نے الہام میں انہیں ''خدیجہ'' قرار دیا۔فرمایا

اُشْکُرْ نِعْمَتِیْ رَأَیْتَ خَدِیْجَتِیْ۔

یعنی شکر کر کہ تو نے میری خدیجہ کو پایا۔

پیشگوئی مصلح موعود:

پسرِ موعود و مصلح موعود حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ 12رجنوری 1889 کو حضرت سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ کے بطن سے پیدا ہوئے (اسی روز آپؑ نے پہلی بیعت کا اعلان فرمایا)۔

اسی فرزند کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ الہام کیا کہ

''وہ صاحبِ شکوہ و عظمت اور دولت ہوگا وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے پاک کرے گا وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمتِ غیوری نے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا وہ دل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔۔۔''

مسیح موعودؑ ہونے کا دعویٰ:

1890 میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ پر اس امر کا انکشاف فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس ابن مریم کے آنے کی خبر دی تھی وہ آپؑ ہی ہیں ۔ پہلا مسیح آسمان پر اپنے خاکی جسم کے ساتھ زندہ نہیں بلکہ دیگر انبیاء کی طرح فوت ہو چکا ہے۔بار بار آپؑ کو الہام کے ذریعہ مجبور کیا گیا کہ آپ اس بات کا اعلان کریں کہ آپ ہی وہ مسیح موعود ہیں جن کے بارے میں پہلی کتب میں پیشگوئیاں ہیں۔آپ کو خدا تعالیٰ کے حکم سے اس کام کے لئے اٹھنا پڑا۔چنانچہ آپ نے دعویٰ مسیحیت کے اعلان کے لئے ''توضیح مرام''اور''فتح اسلام'' رسائل شائع کئے۔اس اعلان کا شائع ہونا تھا کہ تمام علماء نے مل کر آپ کے خلاف فتویٰ تکفیر جاری کر دیا۔ انہوں نے جولائی 1892 میں آپ کو قتل کروانے کی کوشش بھی کی مگر اللہ تو ماموریز مانہ کا خود حافظ و ناصر تھا۔حضورؑ نے فرمایا کہ میں اللہ کے گھر میں روشنی و سچائی کا ایک چراغ ہوں۔اللہ کا مضبوط ہاتھ میری حفاظت کر رہا ہے ۔

من در حریم قُدس چراغِ صداقتم   دستش محافظ است ز ہر بادِ صرصرم

جلسہ سالانہ کی بنیاد:

حضور اقدس نے اذن الٰہی سے 1891 میں جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی۔ پہلا جلسہ صرف ایک دن کا تھا۔اس میں صرف 75 افراد شامل ہوئے۔اس کے بعد جلسہ کے 3 دن مقرر کر دیئے گئے۔اب یہ جلسہ قادیان کے علاوہ دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی ہوتا ہے۔1907 کے جلسہ میں 3000 افراد شامل ہوئے۔یہ حضورؑ کی زندگی کا آخری جلسہ تھا۔

سرخ چھینٹوں والا نشان:

10رجولائی 1885 کو اللہ تعالیٰ کی قدرت نمائی کا ایک خاص نشان ظاہر ہوا ہے۔ حضرت اقدس کی زندگی کا یہ مشہور واقعہ ہے۔حضور اپنے کمرے میں لیٹے ہوئے تھے اور حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحبؓ حضور کے پاؤں دبا رہے تھے کہ اچانک حضور کے کپڑوں اور مولوی صاحب کی ٹوپی پر سرخ چھینٹے گرے۔ بیداری کے بعد حضور نے فرمایا کہ

''خواب میں خدا تعالیٰ کے حضور ایک درخواست پیش کی۔اللہ تعالیٰ نے اس پر منظوری کے دستخط کرنے کے لئے قلم کو سرخ روشنائی میں ڈال کر چھڑکا۔یہ قطرے خدا کی قدرت سے متمثّل ہو کر گرے ہیں۔''

(سلسلہ کے لٹریچر میں مولوی عبداللہ سنوریؓ کے ساتھ اس قمیص کی تصویر محفوظ ہے)۔

(سرمہ چشم آریہ)

مولوی صاحب نے حضرت اقدسؑ سے یہ قمیص مانگ لی۔حضورؑ نے اس شرط پر دی کہ اسے ان کی وفات کے بعد دفن کر دیا جائیگا تا کہ شرک نہ پھیلے۔مولوی صاحب کے ساتھ یہ قمیص بہشتی مقبرہ قادیان میں 7راکتوبر 1927 کو دفن کر دی گئی۔

چند اور اہم کتب کی تصنیف:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 85 سے زائد کتب تصنیف فرمائیں۔ان میں سے 20 عربی زبان میں ہیں۔حضور نے آئینہ کمالاتِ اسلام 1893 میں تحریر فرمائی۔ ''یا عین فیض اللہ والعرفان'' کا مشہور قصیدہ اسی کا حصہ ہے۔اس کتاب میں آپ نے ملکہ وکٹوریہ کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔1893 میں ہی تحفہ بغداد' کرامات الصادقین' شہادت القرآن تحریر فرمائیں۔ یہ کتب عربی میں ہیں۔ 1894 میں حمامۃ البشریٰ تصنیف فرمائی۔اس سال مکہ معظمہ میں محمد بن احمد مکی نے احمدیت قبول کر لی۔

رمضان میں چاند اور سورج گرہن کا نشان:

حدیث شریف میں ''امام مہدی'' کی صداقت کا ایک عظیم نشان 1894 میں ظاہر

ہوا۔ دونوں گرہن رمضان میں حدیث کے مطابق مقررہ اوقات پر ظاہر ہوئے۔(چاند گرہن 21/مارچ 1894 اور سورج گرہن 11/اپریل 1894 کو ظاہر ہوا)۔1895 میں یعنی اگلے سال یہی نشان انہی قیود کے ساتھ امریکہ میں ظاہر ہوا۔

عظیم الشان علمی انکشافات کا ظہور:

تین عظیم الشان علمی انکشافات آپؑ پر ظاہر کئے گئے:

1۔عربی زبان ام السنہ یعنی تمام زبانوں کی ماں ہے۔

2۔باوانانک مسلمان تھے ان کے چولے پر قرآنی آیات اور کلمات درج ہیں۔

3۔حضرت مسیح ابن مریم کا مزار محلّہ خانیار سری نگر کشمیر میں ہے۔

حضرت اقدسؑ نے ان انکشافات کی تائید میں تین کتابیں تحریر فرمائیں وہ یہ ہیں:

مَنَنُ الرّحمٰن، ست بچن، مسیح ھندوستان میں ۔

بادشاہ افغانستان کو تبلیغ:

بادشاہوں کو تبلیغ کرنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔1896 میں حضورؑ نے عبدالرحمٰن امیر افغانستان کو اپنے دعویٰ سے مطلع کیا۔عبدالرحمٰن نے جواب میں کہا کہ ہمیں اس وقت عمر بن خطاب کی ضرورت ہے حضرت عیسیٰ کی نہیں۔افسوس کہ اس کے عہد حکومت میں مولوی عبدالرحمٰن صاحب کو گلا گھونٹ کر ماردیا گیا اور اس کے بیٹے کے دورِ حکومت میں سیّد عبدالطیف صاحب کو سنگسار کر کے شہید کر دیا گیا۔

جلسہ مذاہب عالم لاہور:

دسمبر 1896 میں لاہور میں مذاہب عالم کا جلسہ ہوا۔حضرت اقدسؑ کا مضمون جو بعد میں ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے نام سے شائع ہوا اور مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھ کر سنایا۔حضور کے الہام کے مطابق آپ کا مضمون سب سے بالا رہا۔

لیکھرام کے بارے میں پیشگوئی:

لیکھرام ایک گستاخ اور بدزبان آریہ پنڈت تھا۔اس نے حضرت مسیح موعودؑ سے اپنے بارے میں پیشگوئی کا مطالبہ کیا۔وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بدزبانی کرتا اور قرآن کریم کو باطل قرار دیتا تھا۔اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہلاکت کی پیشگوئی کی۔اور مصلح موعود کی پیشگوئی کا مذاق اڑایا۔حضرت مسیح موعودؑ نے لیکھرام کی ہلاکت کی پیشگوئی کی کہ ''چھ سال کے اندر عید سے اگلے دن گوسالہ سامری کی طرح ہلاک ہوجائے گا''۔چنانچہ لیکھرام عید کے اگلے روز لاہور میں اپنی والدہ اور بیوی کی موجودگی میں قتل ہوا اور قاتل کا نام ونشان نہ مل سکا۔یہ واقعہ 6/مارچ 1897 کو ہوا۔

پہلا اخبار:

8/اکتوبر 1897 کو جماعتِ احمدیہ کا پہلا اخبار ''الحکم'' جاری ہوا۔حضورؑ نے اخبار ''الحکم'' اور ''البدر'' کو اپنے دو باز و قرار دیا ہے۔

خطبئہ الھامیہ:

11/اپریل 1900 میں حضرت مسیح موعودؑ نے اللہ تعالیٰ کے اِذن سے عیدالاضحیٰ کے دن عربی میں خطبہ ارشاد فرمایا۔بعد میں اس خطبہ میں کئی ابواب کا اضافہ کر کے کتابی شکل میں شائع فرمایا۔

منارۃ المسیح تعمیر کرنے کی تحریک اور بعض دوسرے اہم واقعات:

حضرت اقدسؑ کے ارشاد پر 13/مارچ 1903 کو منارۃ المسیح کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔حضورؑ نے اینٹ پر دعا کی جسے بنیاد میں نصب کیا گیا۔1902 میں رسالہ ریویو آف ریلیجنز کا اجراء ہوا۔یہ رسالہ خدا کے فضل سے اب تک جاری ہے۔

1902 میں حضور نے جماعتی چندوں کی بنیاد ڈالی کہ ہر احمدی اپنی توفیق کے مطابق باقاعدگی سے چندہ ادا کرے۔

''کشتی نوح'' کی تصنیف ہوئی جس میں حضورؑ نے اپنی جماعت کے لئے تعلیم قلمبند کی۔اسی سال اخبار ''البدر'' کا اجراء ہوا جواب بھی ہفت روزہ ''بدر'' کے نام سے قادیان سے جاری ہے۔

1903 میں امریکہ کے جھوٹے مدعیٔ نبوت الیگزینڈر ڈوئی کو مباہلہ کا چیلنج:

اس مباہلہ کے نتیجہ میں ڈوئی مارچ 1907 کو ہلاک ہوگیا۔زائن شہر میں اس کی قبر نشانِ عبرت ہے۔اس کی بدبختی کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ ڈاکٹر جان الیگزینڈر ڈوئی امریکہ کا ایک رئیس تھا۔اس نے اپنا ایک شہر آباد کیا،ایک اخبار جاری کیا اور پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا جبکہ وہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا مانتا تھا۔حضرت مسیح موعودؑ نے اسے مباہلہ کا چیلنج دیا۔اس نے جواباً بہت بے ادبی اور گستاخی سے کام لیا۔خدا کی غیرت جوش میں آئی اور ڈاکٹر ڈوئی فالج کے مرض سے عبرت ناک طور پر ہلاک ہو گیا۔

بیت الدعا کی تعمیر کی تحریک:

مارچ1903 کوالہام ہوا کہ عمر کا کوئی اعتبار نہیں۔ یہ آپ کی وفات کی طرف اشارہ تھا۔حضورؑ نے جماعت کی ترقیات کے لئے دعائیں کرنے کے لئے بیت الدعا تعمیر کروایا۔

شہادت صاحبزادہ عبد الطیف صاحبؓ:

جولائی1903 کوصاحبزادہ عبدالطیف صاحبؓ کو کابل میں شہید کر دیا گیا۔محمد اشرف ناصرصاحب ''حیاتِ مہدیٔ دوراں'' میں رقم کرتے ہیں کہ:

''جب حضرت مسیح موعودؑ کواس المناک واقعہ کی اطلاع ملی اور ساتھ ہی یہ خبر بھی کہ اس سے قبل مولوی عبدالرحمٰن کو بھی کابل میں شہید کر دیا گیا ہے تو آپ کو بہت صدمہ پہنچا مگر اس جہت سے خوشی بھی ہوئی کہ آپ کے ان مخلصین نے ایمان کا ایسا اعلیٰ نمونہ قائم کیا ہے جو صحابہؓ کے زمانہ کی یادتازہ کرتا ہے۔ چنانچہ آپ نے اس واقعہ شہادت کے متعلق ایک کتاب ''تذکرۃ الشہادتین'' لکھ کر شائع فرمائی اور اس میں بتایا کہ وہ الہام جو خدا نے کئی سال پہلے آپؑ پر نازل کیا تھا کہ ''دو بے گناہ بکرے ذبح کئے جائیں گے'' وہ ان دوشہادتوں سے پورا ہوا ہے۔''

(حیاتِ مہدیٔ دوراں صفحہ281)

سفرِ لاہور اور سیالکوٹ:

حضرت مسیح موعودؑ نے 1904 میں لاہوراور سیالکوٹ کا سفراختیار کیا ان شہروں میں حضورؑ کے لیکچرز سنائے گئے جو لیکچر لاہور اور لیکچر سیالکوٹ کے نام سے جماعت کے لٹریچر کا حصہ بنے۔

نظامِ وصیت' بہشتی مقبرہ اور صدر انجمن احمدیہ کا قیام:

1905 کو جماعت احمدیہ کی تاریخ میں خاص اہمیت حاصل ہے۔اس سال حضور نے نظام وصیت جاری فرمایا اور رسالہ الوصیت تحریر کیا جس میں خلافت کی پیشگوئی کی۔حضور علیہ السلام نے اپنی متوقع وفات کے الہامات کے بعد صدر انجمن احمدیہ کی بھی بنیادرکھی۔

مدرسہ احمدیہ کی کلاسوں کا اجراء:

1905 میں سلسلہ کے دو ممتاز بزرگ مولوی عبد الکریم سیالکوٹیؓ اور مولوی برہان الدین جہلمیؓ وفات پاگئے۔ان علماء کے جانشین پیدا کرنے کے لئے دینی تعلیم کے ادارے مدرسہ احمدیہ کا خیال آیا۔یہی ادارہ آج جامعہ احمدیہ کی شکل میں باقی ہے۔

بہشتی مقبرہ کا قیام:

نظامِ وصیت کے حوالے سے قادیان میں بہشتی مقبرہ کا قیام عمل میں آیا جس کے پہلے مدفون حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ ہیں۔3 سال بعد حضرت مسیح موعودؑ بھی اسی بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

1907 کے واقعات:

1907 میں حضور نے حقیقۃ الوحی تصنیف فرمائی اسی سال حضورؑ نے خدمت اسلام کے لئے ''وقف زندگی'' کی تحریک فرمائی۔اس وقت13افراد نے زندگی وقف کی۔ اور گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔(بعض ممتاز واقفین کے اسمائے گرامی: حضرت مفتی محمد صادقؓ، امریکہ۔حضرت فتح محمد سیالؓ، لندن۔مولوی محمد دینؓ، امریکہ۔ قاضی محمد عبداللہؓ، انگلستان۔سید سرور شاہ صاحبؓ، جامعہ احمدیہ۔)

حضورؑ کی زندگی کا آخری سال:

1908 میں چشمہ معرفت تصنیف فرمائی یہ حضور کی ایک اہم تصنیف ہے۔حضورؑ کو کثرت سے اپنی وفات کے بارے میں الہامات ہوئے۔حضورؑ نے 27/اپریل1908 کو اپنی زندگی کا آخری سفر برائے لاہور اختیار کیا۔لاہور کے ایک جلسہ کے لئے لیکچر تصنیف کیا جو پیغام صلح کے نام سے وفات کے بعد پڑھا گیا اور شائع ہوا۔

حضور نے25/مئی1908 کو مغرب اور عشاء کی نمازیں خود رہائش گاہ پر پڑھائیں اگلی صبح حضور انور ساڑھے دس بجے انتقال فرماگئے۔ بوقت وفات آپ کی عمر سواتہتر برس تھی۔حضورؑ کی وفات پر اہل بیت نے انتہائی صبر کا نمونہ دکھایا اور حضرت اماں جان نے سب بچوں کو جمع کر کے فرمایا کہ بچو گھر خالی دیکھ کر یہ نہ سمجھنا کہ تمہارے ابّا تمہارے لئے کچھ نہیں چھوڑ گئے۔انہوں نے آسمان پر تمہارے لئے دعاؤں کا بڑا بھاری خزانہ چھوڑا ہے جو تمہیں وقت پر ملتا رہے گا۔حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب' شیخ رحمت اللہ صاحب اور ایک اور احمدی دوست نے مل کر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو آخری غسل دیا۔آپ کا جسدِ خاکی قادیان لایا گیا۔27/مئی1908 کو جماعت کا خلافت پر اجماع ہوا اور حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کی بحیثیت خلیفۃ المسیح بیعت کی گئی۔حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضور علیہ السلام کو 27/مئی1908 کو شام چھ بجے بہشتی مقبرہ قادیان میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ۔

وفاتِ حضرت مسیح ناصریؑ سے متعلق قرآنِ کریم کی تیس آیات

وہ نہیں باہر رہا اموات سے
ہو گیا ثابت یہ تیس آیات سے (دُرّثمین)

1 — آل عمران: 56

يٰعِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ

یعنی اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور پھر عزت کے ساتھ اپنی طرف اٹھانے والا اور کافروں کی تہمتوں سے پاک کرنے والا ہوں اور تیرے متبعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غلبہ دینے والا ہوں۔

2 — النّسآء: 159

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

بلکہ خدا تعالیٰ نے عزت کے ساتھ اس کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

3 — المائدہ: 118

فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ

جب تُو نے مجھے وفات دی تو تُو ہی ان پر نگہبان تھا۔

4 — النساء: 160

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۝

اور اہلِ کتاب میں سے کوئی (فریق) نہیں مگر اس کی موت سے پہلے یقیناً اس پر ایمان لے آئے گا اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوگا۔

5 — المائدہ: 76

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ

مسیح صرف ایک رسول ہے اس سے پہلے نبی فوت ہو چکے ہیں اور ماں اس کی صدیقہ ہے جب وہ دونوں زندہ تھے تو طعام کھایا کرتے تھے۔

6 — الانبیاء: 9

وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝

اور ہم نے انہیں ایسا جسم نہیں بنایا تھا کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں اور وہ ہمیشہ رہنے والے نہیں تھے۔

7 — آل عمران: 145

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ

اور محمد نہیں ہے مگر ایک رسول۔ یقیناً اس سے پہلے رسول گزر چکے ہیں۔ پس کیا اگر یہ بھی وفات پا جائے یا قتل ہو جائے تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟

8 — الانبیآء:35

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِکَ الْخُلْدَ ؕ اَفَائِنْ مِّتَّ فَھُمُ الْخٰلِدُوْنَ○

اور ہم نے کسی بشر کو تجھ سے پہلے ہمیشگی عطا نہیں کی۔ پس اگر تُو مر جائے تو کیا وہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے؟

9 — البقرہ:135

تِلْکَ اُمَّۃٌ قَدْ خَلَتْ ج لَھَا مَا کَسَبَتْ وَلَکُمْ مَّا کَسَبْتُمْ ج وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○

یہ وہ جماعت ہے جو (اپنا زمانہ پورا کر کے) فوت ہو چکی ہے جو کچھ اس نے کمایا (اس کا نفع نقصان) اس کے لئے ہے اور جو کچھ تم نے کمایا (اس کا نفع نقصان) تمہارے لئے ہے اور جو کچھ وہ کرتے تھے اس کے متعلق تم سے (کچھ) نہیں پوچھا جائے گا۔

10 — مریم:32

وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَادُمْتُ حَیًّا ○

اور جب تک میں زندہ ہوں مجھے نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کی ہے۔

11 — مریم:34

وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا○

اور جس دن میں پیدا ہوا تھا اس دن بھی مجھ پر سلامتی نازل ہوئی تھی اور جب میں مروں گا اور جب مجھے زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا (اس وقت بھی مجھ پر سلامتی نازل کی جائے گی)۔

12 — الحج:6

وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰی وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰٓی اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِکَیْلَا یَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَیْئًا ؕ

اور تم میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جو اپنی طبعی عمر کو پہنچ کے فوت ہو جاتے ہیں اور بعض تم میں سے ایسے ہوتے ہیں جو اپنی انتہائی بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جاتے ہیں تا کہ بہت کچھ علم حاصل کرنے کے بعد بالکل علم سے کورے ہو جائیں۔

13 — البقرہ:37

وَلَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ○

اور (یاد رکھو) تمہارے لئے ایک (مقررہ) وقت تک اسی زمین میں جائے رہائش اور سامان معیشت (مقدر) ہے۔

14 — یٰسٓ:69

وَمَنْ نُّعَمِّرْہُ نُنَکِّسْہُ فِی الْخَلْقِ ؕ

اور جس کی ہم بہت زیادہ لمبی عمر کرتے ہیں اُس کو جسمانی طاقتوں میں کمزور کرتے جاتے ہیں۔

15 — الرّوم:55

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّۃً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّۃٍ ضُعْفًا وَّشَیْبَۃً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ج وَھُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ○

اللہ وہی ہے جس نے تم کو اس حالت میں پیدا کیا کہ تمہارے اندر کمزوری پائی جاتی تھی۔ پھر کمزوری کے بعد تم کو قوت بخشی پھر قوت کے بعد ضعف اور بڑھاپا دیا۔ وہ جس چیز کو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ بڑے علم والا (اور) قدرت والا ہے۔

16 یونس:25	اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ط		اس ورلی زندگی کی حالت تو اس پانی کی طرح ہے، جسے ہم نے بادل سے برسایا، پھر اس کے ساتھ زمین کی روئید گی جسے آدمی اور چار پائے کھاتے ہیں مل (کر یکجان ہو) گئی۔
17 المؤمنون:16	ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۞		پھر تم لوگ بعد اس کے مرنے والے ہو۔
18 الزمر:22	اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝		کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا ہے۔ پھر اس کو زمین سے چشمے بنا کر چلایا ہے۔ پھر وہ اس کے ذریعہ سے مختلف رنگوں کی کھیتی اُگا تا ہے۔ پھر وہ پکنے پر آجاتی ہے تو تُو اُسے زرد زرد دیکھتا ہے۔ پھر اللہ اس کو خس وخاشاک کی طرح کر دیتا ہے اس میں عقلمندوں کے لئے بڑی نصیحت ہے۔
19 الفرقان:21	وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ط		اور تجھ سے پہلے ہم نے جتنے بھی رسول بھیجے تھے، وہ سب کے سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے تھے۔
20 النحل: 21-22	وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۞ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ج وَمَا يَشْعُرُوْنَ لا اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝		اور اللہ کے سوا جن (معبودانِ باطلہ) کو وہ پکارتے ہیں وہ کچھ (بھی) پیدا نہیں کر سکتے اور (اس سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ) وہ خود پیدا کئے جاتے ہیں۔
21 الاحزاب:41	مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط		نہ محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ تھے نہ ہیں (نہ ہونگے) لیکن اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔
22 النحل:44	فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۞		(اے منکرو!) اگر تم (اس حقیقت کو) نہیں جانتے تو اس (اللہ کے بھیجے ہوئے) ذکر (کو ماننے) والوں سے (ہی) پُوچھ لو (تا حقیقت تمہیں معلوم ہو سکے)۔
23 الفجر:28-31	يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۞ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۞ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۞ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝		اے نفسِ مطمئنہ! اپنے رب کی طرف لوٹ جا، راضی رہتے ہوئے اور رضا پاتے ہوئے۔ پس میرے بندوں میں داخل ہو جا۔ اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

24 اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ ثُمَّ رَزَقَکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ؕ (الروم:41)

اللہ وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا ہے پھر اس نے تم کو رزق دیا ہے۔ پھر وہ تمہیں مارے گا، پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا۔

25 کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ ۚۖ وَّ یَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ ۚ (الرحمٰن:27-28)

اس (یعنی زمین) پر جو کوئی بھی ہے آخر ہلاک ہونے والا ہے۔ اور صرف وہ بچتا ہے جس کی طرف تیرے جلال اور عزّت والے خدا کی توجّہ ہو۔

26 اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَھَرٍ ۙ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ ؏ (القمر:55-56)

(اور) مومن جنتوں میں اور ہر قسم کی فراخیوں میں ہونگے۔ ایک ایسے مقام میں جو دائمی رہنے والا ہوگا (اور وہ) قدرت رکھنے والے بادشاہ کے پاس (ہونگے) (یعنی وہ کبھی ذلّت اور تنزّل کا منہ نہیں دیکھیں گے)۔

27 اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤی ۙ اُولٰٓئِکَ عَنْھَا مُبْعَدُوْنَ ۙ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَھَا ۚ وَھُمْ فِیْ مَا اشْتَھَتْ اَنْفُسُھُمْ خٰلِدُوْنَ ۚ (الانبیاء:102-103)

یقیناً وہ لوگ جن کے متعلق ہماری طرف سے نیک سلوک کا وعدہ ہو چکا ہے وہ اس دوزخ سے دُور رکھے جائیں گے۔ وہ اس کی آواز تک نہیں سُنیں گے اور وہ اس (حالت) میں جسے اُن کے دل چاہتے ہیں ہمیشہ رہیں گے۔

28 اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ ؕ (النساء:79)

تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں آ پکڑے گی خواہ تم مضبوط قلعوں میں (ہی کیوں نہ) ہو۔

29 وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ ۚ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ۚ (الحشر:8)

اور رسول جو کچھ تم کو دے اس کو لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ۔

30 اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّکَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا کِتٰبًا نَّقْرَؤُہٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ ھَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ؏ (بنی اسرائیل:94)

۔۔یا تو آسمان پر چڑھ جائے اور ہم تیرے (آسمان پر) چڑھ جانے پر بھی ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ تو (اوپر جا کر) ہم پر کوئی کتاب (نہ) اتارے جسے ہم (خود) پڑھیں تُو (اُنہیں) کہہ (کہ) میرا رب (ایسی باتوں سے) پاک ہے۔ میں (تو) صرف بشر رسول ہوں۔

❀ مرسلہ: حسنیٰ مقبول احمد
سیکرٹری اشاعت لجنہ آسٹن

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

دُعاؤں کی تحریک

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 25 ؍نومبر 2003 (ماہِ رمضان) کو قرآن کریم کا درس دیا۔ بعدازاں آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلے تو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی آل کے لئے دعا کرنی چاہیئے۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کے لئے اور دیگر بزرگوں کے لئے خصوصی طور پر دعا کی تحریک کی۔ آپ نے تفصیل سے عالم اسلام کو پیش نظر مسائل کا ذکر کرتے ہوئے عموماً پوری دنیا کے امن اور خصوصی طور پر عالمِ اسلام کی آپس میں صلح کے لئے دعاؤں کی ضرورت کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد آپ نے اسیران راہِ مولیٰ، طلباء، بیواؤں، یتامیٰ، لڑکیوں کے اچھے رشتوں، بیماروں، قرضداروں، مصیبت زدگان، زمینداروں، مقدمات میں پھنسے ہوئے ساتھیوں، پاکستان، بنگلہ دیش اور ہندوستان کے احمدیوں، اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تمام کارکنان کے لئے دُعا کی تحریک کی۔ اختتامی دُعا کروانے سے پہلے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چند دعاؤں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ احباب کو یہ دعائیں آجکل کے حالات کے پیشِ نظر کثرت سے پڑھنی چاہئیں۔ یہ دعائیں درج ذیل ہیں:

"اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِ ھِمْ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ."

(ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ)

"ترجمہ: اے اللہ جو کچھ ان (دشمنوں) کے سینوں میں ہے اُس کے مقابل پر ہم تجھے ہی ڈھال بناتے ہیں۔ اور ہم اُن کے تمام شرّ اور مضر اثرات سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دُعا آج کل بہت کیا کریں جیسا کہ میں نے کہا کہ پاکستان، بنگلہ دیش اور ہندوستان میں بھی بعض جگہوں پر ایسے حالات ہیں جہاں احمدیوں کو تنگ کیا جارہا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دعا مروی ہے جو آپ "کرب کی حالت" میں پڑھا کرتے تھے کہ:

"لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ ' لَااِلٰـہَ اِلَّااللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ' لَااِلٰـہَ اِلَّااللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ لَااِلٰـہَ اِلَّااللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ."

"ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ عظیم اور بڑے حلم والا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عظیم عرش کا رب ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آسمان اور زمین کا ربّ ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عرشِ کریم کا ربّ ہے۔"

ایک اور دعا ہے:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ ' اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَمَالِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ."

(ترمذی کتاب الدعوات)

''ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں۔ اور اُس کی محبت بھی جو تجھ سے محبت کرتا ہے۔ اور میں تجھ سے ایسے عمل کی توفیق مانگتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچادے۔ اے اللہ! اپنی محبت میرے دل میں اتنی ڈال دے جو میری اپنی ذات، میرے مال، میرے اہل اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ ہو۔''

پھر ایک دُعا ہے کہ:

''اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ، وَبِکَ اٰمَنْتُ، وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ، وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ، وَبِکَ خَاصَمْتُ، اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُ بِعِزَّتِکَ، لَااِلٰہَ اِلَّااَنْتَ، اَنْ تُضِلَّنِیْ، اَنْتَ الْحَیُّ الَّذِیْ لَایَمُوْتُ، وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ یَمُوْتُوْنَ.''

''ترجمہ: اے اللہ! میں نے اپنا سب کچھ تیرے سپرد کیا، اور تجھ پر ایمان لایا، اور تجھ پر توکّل کیا، اور تیری طرف میں جھکا، تیرے نام کے ساتھ ہی میں دشمن کا مقابلہ کرتا ہوں، اے اللہ میں تیری عزّت کی پناہ چاہتا ہوں، ہاں تیری عزت کی پناہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ تو مجھے گمراہ نہ کرنا۔ تو ہی وہ زندہ ہستی ہے جس پر کبھی فنا نہیں جبکہ تمام انسان اور جن بالآخر ہلاک ہو جائیں گے۔''

''یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ.''

(ترمذی کتاب الدعوات)

''ترجمہ: اے دلوں کے پھیرنے والے میرا دل اپنے دین پر قائم کردے۔''

حضرت مسیح موعودؑ کی کچھ دعائیں ہیں:

''رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ''

(الاعراف:24)

''ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور گھاٹا پانے والوں میں ہوں گے۔''

آپؑ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) نے فرمایا کہ یہ دُعا آج کل ضرور پڑھنی چاہیئے۔

آپؑ دُعا کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

''اے قادر خدا! اے میرے پیارے رہنما! ہمیں وہ راہ دکھا جس سے تجھے پاتے ہیں اہل صدق وصفا اور ہمیں ان راہوں سے بچا جن کا مدّعا صرف شہوات ہیں یا کینہ یا بغض یا دنیا کی حرص وہوا۔''

یہ دعا بھی آج کل پڑھنی چاہیئے ہر ایک کو اور نو مبائعین کو خاص طور پر:

''رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ.''

(آل عمران:9)

''ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر دینا بعد اس کے جو تو نے ہمیں ہدایت دی۔ اور ہمیں اپنے حضور سے رحمت عطا کرنا یقیناً تو بہت عطا کرنے والا ہے۔''

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے خواب میں دیکھا کہ یہ دُعا پڑھ رہی ہوں اور حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ یہ دُعا پڑھا کرو۔

حضرت مسیح موعودؑ کی دُعا ہے کہ:

''اے رب العالمین تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کر سکتا۔ تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے اور تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال۔ تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جائے۔ میں تیرے وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما رحم فرما رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین ثم آمین۔''

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر4 صفحہ5)

''میں گنہگار ہوں اور کمزور ہوں تیری دستگیری اور فضل کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔ تو آپ رحم فرما مجھے پاک کر کیونکہ تیرے فضل و کرم کے سوا کوئی اور نہیں جو مجھے پاک کرے۔''

(البدر جلد 3 صفحہ41)

''ہم تیرے گنہگار بندے ہیں اور نفس غالب ہیں تو ہم کو معاف فرما اور آخرت کی آفتوں سے ہم کو بچا۔''

(اخبار ''البدر'' جلد2 صفحہ30)

''رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِىْ لِلْاِيْمَانِ. وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا.''

(تذکرہ صفحہ 52)

''ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم نے ایک آواز دینے والے کی آواز سنی جو ایمان کی طرف بلاتا ہے اور وہ اللہ کی طرف پکارنے والا اور ایک چمکتا ہوا چراغ ہے (ہم اس پر ایمان لائے ہیں)۔''

''رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِىْ لِلْاِيْمَانِ. رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ.''

(تذکرہ صفحہ246)

''ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم نے ایک آواز دینے والے کی آواز سنی جو ایمان کی طرف بلاتا ہے۔ اے رب ہم اس پر ایمان لائے ہیں پس تو ہمیں بھی گواہوں میں لکھ لے۔''

آپؑ کی ''تنہائی کی دُعا'' ہے کہ:

''اے میرے خدا میری فریاد سُن کہ میں اکیلا ہوں۔ اے میری پناہ اے میری سپر! میری طرف متوجہ ہو کہ میں چھوڑا گیا ہوں۔ اے میرے پیارے اے میرے سب سے پیارے! مجھے اکیلا مت چھوڑ۔ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تیری درگاہ میں میری رُوح سجدہ میں ہے۔''

ایک دُعا ہے جو آپ علیہ السلام اکثر کیا کرتے تھے:

''رَبِّ اَعْطِنِیْ مِنْ لَّدُنْکَ اَنْصَارًا فِیْ دِیْنِکَ وَاَذْھِبْ عَنِّیْ حُزْنِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ شَانِیْ کُلَّہٗ لَااِلٰـہَ اِلَّا اَنْتَ.''

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم صفحہ34)

''ترجمہ: اے میرے رب مجھے اپنے حضور سے اپنے دین کے لئے معاون مددگار عطا کر اور میرے غم کو دور کر دے اور میرے سارے کام درست فرمادے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔''

''رَبِّ فَرِّقْ بَیْنَ صَادِقٍ وَ کَاذِبٍ اَنْتَ تَرٰی کُلَّ مُصْلِحٍ وَ صَادِقٍ.''

(تذکرہ صفحہ 620)

''ترجمہ: اے میرے رب صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا تو ہر ایک مصلح اور صادق کو جانتا ہے۔''

''یَارَبِّ انْصُرْ عَبْدَکَ وَاخْذُلْ اَعْدَائَکَ اِسْتَجِبْنِیْ یَارَبِّ اِسْتَجِبْنِیْ. اِلَامَ یُسْتَھْزَءُ بِکَ وَبِرَسُوْلِکَ. وَحَتَّامَ یُکَذِّبُوْنَ کِتَابَکَ وَیَسُبُّوْنَ نَبِیَّکَ اَسْتَغِیْثُ بِرَحْمَتِکَ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا مُعِیْنُ.''

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ 569)

''ترجمہ: اے میرے رب اپنے بندہ کی نصرت فرما۔ اور اپنے دشمنوں کو ذلیل اور رسوا کر۔ اے میرے رب میری دعا سن۔ اور اسے قبول فرما۔ کب تک تجھ سے اور تیرے رسولؐ سے تمسخر کیا جاتا رہے گا۔ اور کس وقت تک یہ لوگ تیری کتاب کو جھٹلاتے اور تیرے نبیؐ کے حق میں بدکلامی کرتے رہیں گے۔ اے ازلی ابدی خدا میں تیری رحمت کا واسطہ دے کر تیرے حضور فریاد کرتا ہوں۔''

حضرت مسیح موعودؑ کو 1904 میں الہام ہوا:

''سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا''

تو آپؑ نے فرمایا کہ میرے دل میں آیا اس (الہام) میں پیس ڈالنے کو میری طرف کیوں منسوب کیا گیا ہے۔ تو میری نظر اس دعا پر پڑی جو ایک سال ہوا ''بیت الدّعا'' میں لکھی گئی تھی۔ وہ دعا یہ تھی:

'' یَارَبِّ فَاسْمَعْ دُعَائِیْ وَمَزِّقْ اَعْدَائَکَ وَاَعْدَائِیْ وَاَنْجِزْ وَعْدَکَ وَانْصُرْ عَبْدَکَ وَاَرِنَا اَیَّامَکَ وَشَھِّرْلَنَا حُسَامَکَ وَلَاتَذَرْ مِنَ الْکَافِرِیْنَ شَرِیْرًا.''

(تذکرہ صفحہ509)

اس وقت مجھے مبلغ ______ روپے ماہوار/سالانہ بصورت ______ مل رہے ہیں اور مبلغ ______ روپے سالانہ آمد از جائیداد ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار/سالانہ آمد کا جو بھی ہوگی 1/ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتارہوں گا/ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتارہوں گا/ دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا/کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتارہوں گا/کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر/منظوری وصیت سے نافذکی جائے"۔

گواہ شد	العبد/الامۃ	گواہ شد
دستخط و نشان انگوٹھا	دستخط ونشان انگوٹھا	دستخط ونشان انگوٹھا
نام ______	نام ______	نام ______
ولدیت ______	ولد، بنت/زوجہ ______	ولدیت ______
مکمل پتہ ______	مکمل پتہ ______	مکمل پتہ ______
______	______	______

ضروری نوٹ: وصیت کنندہ اور ایسا ہی گواہان خواہ خواندہ ہوں یا ناخواندہ۔ اپنے دستخط یا مواہیر کے ساتھ نشان انگوٹھا ضروری لگاویں۔ اور جو خواندہ ہیں وہ دستخط بھی کریں۔ اور مرد بائیں ہاتھ کا اور عورت دائیں ہاتھ کا انگوٹھا لگاوے۔

تصدیق

① میں پورے صدق اور دیانتداری سے تصدیق کرتا ہوں کہ جہاں تک میرا علم ہے وصیت کنندہ مسمّی/مسماۃ ______ ولد، بنت/زوجہ ______

ساکن ______

جہاں تک اس کے لئے ممکن ہے پابند احکام دین ہے اور تقویٰ طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا/والی ہے اور احمدی۔ خدا کو ایک جاننے والا/والی اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے والا/والی ہے اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا/والی نہیں ہے۔

② جو کچھ وصیت کنندہ نے وصیت فارم میں اپنی جائیداد اور آمد درج کی ہے وہ درست ہے۔

دستخط مصدق نمبر۱	دستخط مصدق نمبر۲	مصدق نمبر۳ دستخط صدر لجنہ (بصورت خواتین)
نام ______	نام ______	نام ______
مکمل پتہ ______	مکمل پتہ ______	مکمل پتہ ______
______	______	______

تصدیق کوائف وصیت کنندہ

سوالات	جوابات
ا: نام وصیت کنندہ	
ولدیت/زوجیت	
۲: کیا نظام جماعت کے ساتھ اطاعت و تعاون اور احترام کی روح میں صف اول کے شمار ہو سکتے ہیں؟	
۳: ذیلی تنظیموں کے کام میں دلچسپی اور تعاون کا نمایاں جذبہ ہے؟	
۴: وصیت کنندہ کے خلاف کبھی کوئی تعزیری کاروائی تو نہیں ہوئی؟ اس کی نوعیت واضح ہونی چاہئے	
۵: اس سے قبل وصیت کنندہ کی وصیت منسوخ/نامنظور تو نہیں ہوئی؟	
۶: کیا دینی پردہ کے احکامات اور روح کی حفاظت کی جاتی ہے؟ صاحب اولاد مرد کی صورت میں بیوی اور بچیاں اگر کوئی ہوں تو دینی شعائر پردہ وغیرہ کی پابند ہیں؟	
۷: مالی لین دین اور معاملات میں کردار بے داغ ہے؟	
۸: متاہلی زندگی میں میاں بیوی کا نمونہ احمدیت کی تعلیمات کے منافی تو نہیں؟	
۹: ذریعہ معاش یا کاروبار ایسا اختیار تو نہیں کیا جو عرفاً یا شرعاً ناپسندیدہ ٹھہرتا ہو؟	
۱۰: وصیت سے قبل کوئی جائیداد بصورت ہبہ/تقسیم اگر اولاد یا کسی دوسرے کے نام منتقل کر چکے ہیں تو ذکر کریں کتنی جائیداد اور کب کی؟	
۱۱: گھر کے رہن سہن کے لحاظ سے کپڑوں، کھانے پینے اور روز مرہ کی سہولتوں پر اندازاً ماہوار اوسط خرچ فی کس کیا ہے؟	
۱۲: اگر کوئی ایسی جائیداد ہے جو وصیت کنندہ نے اپنے پیسوں سے اپنے بچوں یا کسی رشتہ دار یا واقف کار کے نام خریدی ہو تو اس جائیداد کی تفصیل مع قیمت لکھیں۔	
۱۳: والدین/اولاد یا خاوند/بیوی سے ترکہ میں ملنے والی جائیداد کی تفصیل بھی تحریر کریں کیا تمام ترکہ شامل وصیت کیا گیا ہے۔ اگر شامل نہیں کیا گیا تو کیوں؟	
۱۴: کیا وصیت کنندہ کے خاوند/بیوی، والد/والدہ کی وصیت ہے؟	
۱۵: (ا) موصی/موصیہ کی عمر ۶۰ سال یا زائد ہے تو تحریر کریں کہ انکی زیادہ سے زیادہ ماہانہ یا سالانہ آمدن کیا رہی ہے؟ (ب) اس سے قبل وصیت کیوں نہیں کر سکے؟	
۱۶: وصیت کنندہ نے وصیت صحت کی حالت میں کی ہے؟	
۱۷: کیا اولاد وصیت کنندہ کی مالی اعانت کرتی ہے؟ اگر کرتی ہے تو کس قدر؟	
۱۸: وصیت کنندہ کے زیر کفالت کتنے افراد ہیں؟	

نوٹ:۔ تمام سوالات کے جوابات واضح لکھیں۔ ہاں یا ناں کافی نہیں۔

تصدیق بابت چندہ جات

1. وصیت کنندہ ہماری جماعت میں عرصہ............ سے لازمی چندہ جات باشرح باقاعدہ ادا کر رہا ہے اور بقایا دار نہ ہے۔ نیز دیگر مالی تحریکات اور ذیلی تنظیم کے چندہ جات میں بھی حسب توفیق شامل ہے۔
2. ہم ممبران مجلس عاملہ تصدیق کرتے ہیں کہ مندرجہ بالا کوائف اور جوابات درست ہیں۔ وصیت کنندہ وصیت کے نظام میں شامل ہونے کے قابل ہے

دستخط امیر/صدر جماعت   دستخط سیکرٹری مال   دستخط عہدیدار ذیلی تنظیم

نام ____________ پتہ ____________

هدایات

۱: وصیت تحریر کرنے سے پہلے رسالہ الوصیت، ضمیمہ اور فیصلہ جات کو پڑھ یا سن لینا چاہئے اور اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ وصیت کی سب سے مقدم شرط یہ ہے کہ موصی نیک، پابند احکام شریعت، دین کو دنیا پر مقدم کرنے والا سچا اور پاک وصاف مخلص احمدی ہو۔

۲: وصیت تندرستی کی حالت میں کی جاوے۔ مرض الموت کی وصیت منظور نہ ہوگی۔

۳: جس وصیت میں جائیداد غیر منقولہ درج ہو اس پر حتی الوسع موصی کے ورثاء اور شرکاء کے دستخط ہونے چاہئیں۔

۴: عورت کی وصیت پر اگر اس کا خاوند زندہ ہے تو اس کی گواہی درج ہونی چاہئے۔ حق مہر بھی عورت کی جائیداد ہے جو شامل وصیت ہونا چاہیے۔ اس وضاحت کے ساتھ خاوند سے وصول ہو چکا ہے یا اس کے ذمہ ہے۔ زیورات کی تفصیل میں زیور کا نام، وزن اور اندازاً قیمت درج کیا جائے۔ اسی طرح خاوند کی ماہوار آمد بھی درج کی جاوے۔ اور خاوند کے موصی ہونے کی صورت میں اس کا وصیت نمبر بھی درج کیا جائے۔

۵: جس وصیت میں جائیداد غیر منقولہ درج ہو اس کو اپنے علاقے کے سب رجسٹرار سے سرکاری طور پر رجسٹری کروالینا چاہئے۔ جن موصیان کے رستے میں جائیداد غیر منقولہ کی وصیت کرنے میں کوئی قانونی روک ہو وہ جسقدر جائیداد کی وصیت کرنا چاہتے ہیں اسے اپنی زندگی میں ہی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کے نام ہبہ کر دیں اور جائیداد موہوبہ کا داخل اخراج صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کے نام کروا کر منظور شدہ انتقال کی باقاعدہ نقل بھجوادیں۔ اگر ہبہ مذکورہ میں دقت ہو تو جسقدر جائیداد وصیت کے وقت موجود ہے اس کی تفصیل مع جائے وقوع وغیرہ وصیت میں تحریر کر کے اس کی بازاری قیمت درج کر دی جائے۔ یہ قیمت موصی کو اپنی مقامی انجمن کے مشورہ سے درج کرنی چاہئے اور علیحدہ کاغذ پر مقامی پریذیڈنٹ کی طرف سے تصدیق بھجوانی چاہئے کہ بازاری ریٹ کے لحاظ سے صحیح قیمت لگائی گئی ہے نیز یہ بھی تصدیق ہو کہ اس کے علاوہ موصی کی کوئی جائیداد نہیں ہے۔

۶: ہر ایک موصی کا فرض ہوگا کہ حسب قواعد اپنی جائیداد غیر منقولہ کی آمد پر چندہ حصہ آمد بشرح چندہ عام ادا کرے ہر موصی کو اپنی جائیداد کے علاوہ اپنی ماہوار آمد پر بھی حصہ وصیت ادا کرنے کا اقرار کرنا چاہئے اور حسب وصیت چندہ حصہ آمد ماہ بماہ ادا کرنا چاہئے۔ نیز ہر موصی کا یہ بھی فرض ہوگا کہ اپنی کُل سالانہ آمدن کی اطلاع ہر سال بمطابق جدول ج صیغہ بہشتی مقبرہ کو بھجوائے۔

۷: حصہ آمد کی ادائیگی بمطابق وصیت تاریخ تحریر/منظوری سے شروع ہوگی۔ خواہ سرٹیفکیٹ بعد میں کسی وقت ملے۔

۸: جو موصی وصیت کا چندہ واجب ہو چکنے کے چھ ماہ بعد تک حصہ آمد ادا نہیں کریگا یا ادائیگی شروع کر کے پھر بند کر دیگا اور دفتر مجلس کارپرداز مصالح قبرستان ربوہ سے معذوری بتا کر اجازت بھی حاصل نہیں کریگا۔ اس کی وصیت قابل منسوخی ہوگی۔

۹: صدر انجمن احمدیہ کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ کوئی وصیت منظور کرنے سے انکار کر دے یا بعد منظوری بلاوجہ بتائے منسوخ کر دے اور صدر انجمن احمدیہ کا فیصلہ ہر صورت میں ناطق ہوگا۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان ربوہ ضلع جھنگ)

ـــــ تحریر خاوند بسلسلہ حق مہر ـــــ

میں اپنی بیوی مسماۃ ______ کے حق مہر ______ روپے کا حصہ وصیت صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرنے کا ذمہ دار ہوں میری اسوقت ماہوار/سالانہ آمد ______ روپے ہے۔

گواہ شد نمبر 1	العبد:۔	گواہ شد نمبر 2
نام ______	نام ______	نام ______
ولدیت ______	ولدیت ______	ولدیت ______
مکمل پتہ ______	مکمل پتہ ______	مکمل پتہ ______
______	______	______